ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر وأولئك هم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ

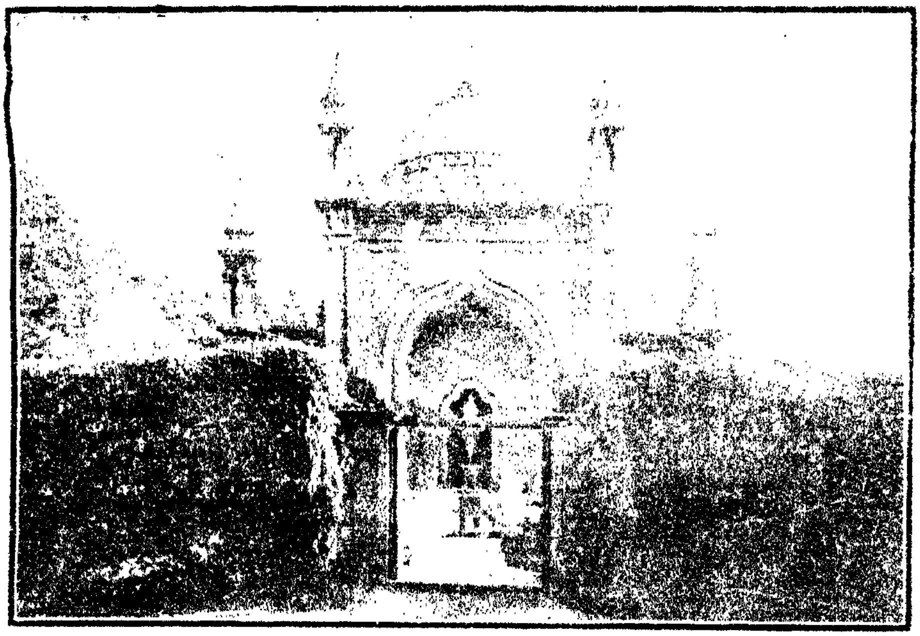

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹرایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور پنجاب انڈیا

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بنا کردہ

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

بورڈ آف ٹرسٹیز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا جملہ تبلیغی کاروبار ذیل کے معتمدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے

۱- عالیجناب دی رائیٹ آنریبل سر رولینڈ جارج النسن ون بیرن الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ الفاروق - بی اے (کینٹب) ایم - آئی - سی - ای - آف - اگاڈا ہوس - کیلارنے - آئرلینڈ (چیرمین)

۲- جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لا سیشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج (پنجاب)

۳- جناب دی آنریبل شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی - بیرسٹرایٹ لا ممبر کونسل آف سٹیٹ - رئیس گدیہ - ضلع بارابنکی - لکھنؤ -

۴- کنورشری جناب بدرالدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائینس شیخ جہانگیر میاں صاحب والئے ریاست منگرول - کاٹھیاوار -

۵- جناب حکیم محمد جمیل خان صاحب رئیس اعظم فرزند عالیجناب حکیم اجمل خان صاحب مرحوم و مغفور - رئیس اعظم - دہلی -

۶- جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی - پشاور (سرحد) -

۷- جناب خان بہادر غلام صمدانی صاحب ریونیو اسسٹنٹ پشاور (سرحد)

۸- جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز - لائل پور -

۹- جناب شیخ عبدالحمید صاحب مالک انگلش ویرہوس - لاہور -

۱۰- جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سپیشل سکرٹیری ٹو مشیر مال صاحب بہادر ریاست جموں و کشمیر -

۱۱- جناب ڈاکٹر ایس - محمدی صاحب - لندن -

۱۲- جناب مولینا مولوی محمد علی صاحب - ایم - اے - ایل ایل - بی - مترجم و مفسر قرآن کریم انگریزی و اردو -

عہدہ داران

۱۳- جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا - لاہور - (وائس پریذیڈنٹ)

۱۴- جناب شیخ محمد الدین جان صاحب بی اے - ایل ایل - بی - ایڈوکیٹ ہائی کورٹ - لاہور - (وائس پریذیڈنٹ) -

۱۵- جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب - ایم - بی - بی - ایس - سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکرٹیری) -

۱۶- جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم - اے - بی - ٹی - امام شاہجہان مسجد ووکنگ - انگلستان -

۱۷- جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹیری - دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ -

اسماء ٹرسٹیان جو فوت ہو چکے ہیں

۱- حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور - بی - اے - ایل - ایل - بی - بانی مسلم مشن ووکنگ - انگلستان - (سابق پریذیڈنٹ) -

۲- جناب سر عباس علی بیگ صاحب مرحوم - کے - سی - آئی - ای - سی - ایس - آئی - ایل ایل - ڈی - بی - اے - ایف - یو - بی - آف بمبئی اینڈ کلفٹن -

۳- جناب سر میاں محمد شفیع صاحب مرحوم - کے - سی - ایس - آئی - سی - آئی - ای - ڈاکٹر آف لٹریچر - بیرسٹرایٹ لا - لاہور -

ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

۱- جناب خان صاحب سعادت علی خان صاحب رئیس اعظم و سکرٹیری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

۲- جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سکرٹیری ٹو مشیر مال صاحب بہادر ریاست جموں و کشمیر

۳- جناب کنور شری بدرالدین صاحب بی اے خلف الصدق عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ریاست منگرول - کاٹھیاوار -

۴- جناب خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب جنرل مرچنٹ - راولپنڈی -

۵- جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی - پشاور (سرحد) -

۶- جناب میجر مولوی شمس الدین صاحب بی اے فارن سکرٹیری - ریاست بہاولپور -

۷- خان صاحب جناب محمد اسلم خان صاحب برہ خان خیل آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم مردان (سرحد) -

۸- جناب احمد ملا داؤد صاحب مدنی - سوداگر - رنگون - (برہما) -

۹- جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز - لائل پور -

۱۰- جناب حاجی شیخ رحیم بخش صاحب بی اے - ریٹائرڈ سشن جج - لاہور -

عہدہ داران

۱۱- جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی - اے - ایل ایل - بی - ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور - (وائس پریذیڈنٹ) -

۱۲- جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا لاہور (وائس پریذیڈنٹ) -

۱۳- جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم - بی - بی - ایس - سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکرٹیری) -

۱۴- جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹیری ووکنگ مشن ٹرسٹ -

ضروری نوٹ: تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹیری ووکنگ مسلم مشن - عزیز منزل لاہور - تمام خط و کتابت بنام سکرٹیری ووکنگ ٹرسٹ

Mr. Ernest William Wilkins.

Mrs. Daisy Wilkins.

(Mr. & Mrs. Wilkins of Mitchan Park, South Australia got our Literature through Dr. Mohammad Allam and embraced Islam in October 1934.)

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ۱/۴ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۱ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۵ء مطابق رجب ۱۳۵۴ھ نمبر ۱۰

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات ۔ تبلیغ	جناب شیخ مشیر حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا رئیس گدیہ	۳۴۶
۲	زکوٰۃ	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ	۳۵۲
۳	میں کیوں مسلمان ہوا	جناب کونٹ ایڈوارڈ وگی ادیا ۔ ایطالیہ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۵۹
۴	چین میں اسلام	جناب محمد سلیمان ینگ کوانگ یو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۶۸
۵	آنحضرت صلعم کی بعثت کی پیشگوئیاں	جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب بی اے	۳۷۳
۶	گوشوارہ آمد و خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ اگست ۱۹۳۵ء	فنانشل سکرٹری صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۸۲

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام
بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۵ء

شذرات

ماہ حال کے رسالہ کو مسنز ڈنری ولنگٹن (راست) اور مسٹر اوبنسٹ ولنگٹن (چپ) کے دو مبارک فوٹوؤں سے مزین کیا جاتا ہے۔ ہر دو شخصیتیں جنوبی آسٹریلیا میں سکونت پذیر ہیں۔

تبلیغ

تبلیغ۔اسلام کا ایک ضروری جزو ہے۔خود قرانِ پاک میں ارشاد ہوا ہے۔کہ ایک جماعت مسلمانوں میں ایسی چاہیئے جو لوگوں کو راہ نیک کی طرف بلائے تبلیغ کا طریقہ بھی قرآن پاک نے یہ مقرر کیا ہے۔کہ آشتی اور محبت سے تبلیغ کی جائے۔ کیونکہ لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّین۔ مذہب میں کسی طرح کی زیادتی اور زبردستی روا نہیں۔ یہ سچ ہے۔کہ باوجود ان احکام کے مسلمانوں میں کبھی کوئی ایسی جماعت تبلیغ کی منظم نہیں ہوئی۔جیسی عیسائیوں نے کر رکھی ہے۔کہ کروڑوں روپیہ ہر سال دنیا بھر میں تبلیغ پر صرف ہوتا ہے۔بڑی بڑی تنخواہ کے مبلغ ہیں۔بڑے بڑے صرفہ سے اسکول۔کالج اور ہسپتال قائم ہیں۔اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔کہ بعض بعض ایسی جگہوں پر یہ مبلغ پہنچ جاتے ہیں۔جہاں پہنچنا نہ صرف دشوار ہوتا ہے۔بلکہ بہت جان جوکھوں ہے۔

اگر خود عیسائیت میں حقانیت یا خوبیاں ہوتیں تو اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوتا کہ دنیا

عیسائی ہو جاتی۔ خصوصاً جب کہ کثیر روپیہ اور بافراط مبلغین کے ساتھ عیسائی دُنیا کی فراخ حالی۔ لالچ کے لئے اور توپ۔ دباؤ کے لئے بھی موجود تھیں۔

مگر حال یہ ہے کہ خود سمجھدار عیسائی بھی اپنے مذہب سے الگ ہونے جاتے ہیں۔ بلکہ ایک اور مصیبت یہ آن پڑی ہے کہ عیسائیت کی خرابی کے باعث خود مذہب ہی سے لوگ لاپرواہ ہوتے جاتے ہیں۔ کیونکہ دوسرے مذاہب کو بھی وہ عیسائیت ہی کی طرح بیکار بلکہ مخرب سمجھنے لگے ہیں حتیٰ کہ ناواقف مسلمان نوجوان جو یورپ کے اثر میں اور تقلید میں آجاتے ہیں۔ اسلام جیسے برحق مذہب سے بھی وہ بے اعتنائی برتنے لگتے ہیں۔ اور لامذہبیوں میں ملکہ مذہب کے دشمنوں کے شریک کار ہو جاتے ہیں ۔ اسلام کی اشاعت نہ صرف مسلمان درویش اور مسلمان علماء کرتے تھے بلکہ مسلمان تاجر بھی۔ اور ایک تاجر کیا ہر مسلمان اپنے مذہب کا ایک مبلغ تھا۔ نہ صرف اقوال سے۔ بلکہ افعال سے بھی۔ لا تقولون ما لا تفعلون۔ جو کر نہ سکو اُسے کہو نہیں کے قرآنی حکم پر عمل تھا۔

لیکن اب زمانہ کا رنگ بدل گیا ہے۔ اب تبلیغ اس دہریت کے زمانہ میں مشکل ہو گئی ہے۔ خصوصاً ایسے ممالک میں جو مادی تہذیب اور تمدن کے جنگل میں پھنسے ہیں۔ اور چونکہ مادی تہذیب اور تمدن اب ہر ملک میں رائج ہو رہے ہیں۔ اسلئے مذہب کی تبلیغ ہر ملک میں مشکل ہوتی جاتی ہے۔ اگر عیسائی دنیا اسقدر دولت مند نہ ہوتی تو تبلیغی نتائج کو دیکھتے ہوئے وہ روپیہ پانی کی طرح بیکار نہ بہاتی۔ چنانچہ اب ہندوستان میں بھی جگہ جگہ تبلیغی ادارے بند ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ خوف کے اعتبار سے دوسرے مذاہب سے عیسویت قبول کرنے والوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ ہندوستان میں بھی جہاں اچھوت ذات کے غرباء لالچ کے شکار بن جاتے تھے۔ اب ان میں بھی عیسائیت کی تبلیغ مشکل ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے اب مسلمانوں کی ذمہ داریاں پہلے سے بھی بڑھ گئی ہیں۔ اُن کو نہ صرف اغیار میں حق کو پھیلانا ہے۔ بلکہ اپنے نوجوانوں کو بھی مذہب سے واقف کرنا ہے۔ تاکہ وہ دہریت کی بلا سے بچ جاویں۔ جو انسانی اخلاق و اطوار کے لئے سم قاتل ہے مسلمانوں کو نہ صرف اسلام کی تبلیغ کرنا ہے۔ بلکہ دنیا کو لامذہبیت کے طوفان سے محفوظ کرنا ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کو جس کے دل میں ذرا بھی اسلام سے محبت ہو یا جو لا مذہبیت سے گھبراتا ہو۔ اور انسان سے ہمدردی رکھتا ہو۔ یہ فرض ہے کہ وہ ہر وہ کوشش دامے درمے سخنے قدمے جو اس سے ممکن ہے اٹھا نہ رکھے ورنہ اگر واقعی مذہب اٹھ گیا اور یقیناً اٹھ جائے گا۔ اگر مسلمانوں نے اسلام سے نوجوانوں کو کماحقہٗ آگاہ نہ کیا۔ تو انسان بدترین جانور بن جائے گا۔ جس کے ہوا و ہوس و شہوات کی روک ٹوک باقی نہ رہیگی۔

سوائے اسلام کے دنیا کا کوئی اور مذہب ہرگز اس روز افزوں دہریت ولا مذہبی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سوا اسلام کے دنیا کا کوئی مذہب عقل انسانی کو فتنہ وفساد کا ذریعہ بن جانے سے روک نہیں سکتا۔ اسلئے اگر مسلمانوں نے اسوقت تبلیغ اسلام کی کمر ہمت نہ باندھی تو وہ نہ صرف اپنے اوپر بلکہ کل دنیا پر ظلم کرینگے۔

اللہ کے فضل سے مسلمانوں کی تعداد میں برابر ہر ملک میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن اسوقت خاص ضرورت یہ ہے کہ نظر تعداد کی طرف نہ کیجائے۔ بلکہ یہ بات دیکھی جائے کہ تبلیغ اسلام ایسے لوگوں اور ایسی جگہوں میں زیادہ ہو۔ جہاں زیادہ خرابیاں پھیل رہی ہیں۔ اور جہاں سے کل دنیا مؤثر ہو رہی ہے۔

سب جانتے ہیں کہ اسوقت لا مذہبیت سب سے زیادہ یورپ میں پھیل رہی ہے۔ اور سوا ایک جاپان کے وہ سب یورپ ہی کی سلطنتیں ہیں۔ جو کل دنیا کو زیر اثر لا رہی ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اپنی تبلیغ کا مرکز یورپ اور جاپان کو بنانا چاہیئے۔

خوش قسمتی سے رسل و رسائل آمد و رفت کی آسانی ایسی پیدا ہو گئی ہے کہ ہمارے پاس اگر ایک دو مضبوط مرکز بھی ہو جائیں۔ تو تبلیغ کا کام ممکن ہو سکتا ہے۔

ووکنگ کے ایک اسلامک ریویو نے یوروپ کے اکثر ملکوں میں اور اب جاپان میں بھی اسلام کی ہوا پہنچا دی ہے۔ یورپ میں تعلیم عام ہے۔ تقریباً ہر ہر شہر میں عوام کے لئے کتب خانہ موجود ہیں۔ اگر کوئی رسالہ یا اخبار ان کتب خانوں میں پہنچ جائے۔ اور اس میں مضامین قابلیت سے لکھے ہوئے اور کشش والے ہوں تو یقیناً لاکھوں آدمیوں کی نظر سے وہ گذر سکتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی نظر سے گذر سکتے ہیں۔ جو کروڑوں آدمیوں پر اثر ڈال سکتے ہیں۔

میرے نزدیک مسلمانوں کو ملکر فی الحال دو جگہ اسلامی مرکزوں کو مضبوط کر دینا چاہئے اور وہ مشرق و مغرب کے دو جزیرے ہیں۔ یعنی جاپان اور انگلستان۔

انگلستان میں الحمد للہ۔ ووکنگ میں اسلام کا ایک مرکز قائم ہو چکا ہے۔ جس نے عظیم الشان کام کیا ہے۔ بلکہ مذہبی نقطہ نظر سے جو اس صدی کا عظیم الشان ترین کام ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ کل دنیا کے مسلمان ملکر اس مرکز کو مضبوط کریں اور وہاں سے کل یورپ میں اشاعت اصول اسلامی کا سامان مہیا کریں۔ اور جب موقع ملے دوسری جگہ بھی شاخیں قائم کرتے رہیں۔ مگر چونکہ دنیا کے سب مشہور مذاہب ایشیا ہی میں پیدا ہوئے اور علم و تہذیب کا اوّل گہوارہ ایشیا ہی رہا ہے۔ اس لئے ایک مرکز تبلیغ اسلام کے لئے ایشیا میں بھی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کے لئے بہترین جگہ فی زمانہ جاپان ہے ہندوستان کے ایک دریا دل تاجر نے جاپان میں ایک لاکھ روپیہ کے قریب کے صرفہ سے ایک مسجد بنا دی ہے۔ مگر اینٹ چونے کی صرف عمارت سے کام نہیں چل سکتا۔ اس عمارت میں جان ڈالنا اور تبلیغ اسلام کا انتظام کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ انتظام بھی مسلمانوں کو ملکر کرنا چاہئے۔ اگر ایک شخص بار اٹھانے کو تیار ہو بھی سکے تب بھی یہ مناسب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ شخصی بنیاد نامضبوط ہونے کے علاوہ فرقہ دارانہ بھی ہو سکتی ہے مگر اسلام کے لئے تبلیغی جدوجہد بالکل غیر فرقہ دارانہ ہونی چاہیئے۔ جس طرح ووکنگ مشن سے ہوتی رہی ہے۔ جن جن غیر مذہب والوں نے ووکنگ کے توسّل سے اسلام قبول کیا۔ سب فرقہ داری سے بلند ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا عملی ثبوت اس مشن کے غیر فرقہ دارانہ ہونے کا ہے۔ کہ اس کا جو ٹرسٹ قائم ہے۔ اس میں بھی ہر مدرسہ (اسکول) کے لوگ شریک ہیں۔

میرے سامنے کی لکھی ہوئی تحریر بانیٔ ووکنگ مشن کی ہاشم اصفہانی صاحب مشہور تاجر کے پاس موجود تھی۔ جس میں حنفی ہونے کا اقرار اور مشن کو غیر فرقہ دارانہ طریقہ سے چلانے کا اعلان تھا۔ تقریباً کوئی رسالہ اسلامک ریویو کا ایسا نہ تھا۔ جس میں کسی نہ کسی طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری پیغمبر اور خاتم الرسول ہونے کا تذکرہ کسی اہم مضمون میں نہ آگیا ہو۔ میرے اپنے مضامین چھ سات سال برابر رسالہ میں نکلتے رہے۔ بلکہ رسالہ کی

تدوین بھی اس زمانہ میں زیادہ میرے ہی متعلق تھی۔ اور ان مضامین میں زیادہ ایسے تھے جن میں رحمۃ للعالمین کے خاتم النبیین ہونے پر زور دیا جاتا تھا۔ میں خود ووکنگ میں موجود تھا اور چونکہ میں ہمیشہ پین اسلامسٹ (Pan Islamist) اتحاد اسلام کا حامی رہا ہوں۔ اس لئے اگر میں ذرا بھی فرقہ دارانہ تبلیغ کو دیکھتا۔ تو فوراً ہندوستان کیا۔ کل عالم کو اس سے مطلع کرتا کیونکہ رحمتِ دوجہان ؐ کو افضل الناس خاتم النبیین نہ ماننے والے کو میں اسلام میں تفرقہ ڈالنے والا اور اسلام کا بدخواہ سمجھتا ہوں۔

وہ حضرات جو آج بھی ووکنگ کے تبلیغ کے کام کو کسی بہانہ سے بدنام کرنا چاہتے ہیں وہ اسلام پر ظلم کرتے ہیں۔ اور ہرگز ہرگز وہ اسلام کے دوست نہیں۔ اسلامک ریویو کا ایک مضمون بھی فرقہ دارانہ تعصب کی جھلک تک نہیں رکھتا۔ ہم کو۔ جو کچھ لکھا جائے۔ اسی کو دیکھنا ہے۔ دنیا کے سامنے جو اسلام۔ اسلامک ریویو پیش کرتا ہے۔ وہ بالکل فرقہ دارانہ تعصب سے پاک ہوتا ہے صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تلقین کرنا۔ اسلامک ریویو کا کام ہے۔ اسی کلمہ کی تلقین نے دنیا کا نقشہ بدل دیا تھا۔ اسی نے دنیا میں مسلمانوں کا ڈنکا بجایا تھا۔ اسی نے علم و عمل سے دنیا کو روشن کر دیا تھا۔ اب بھی صرف یہی کلمہ دنیا کو بربادی سے بچا سکتا ہے۔ اور انسان کو انسان بنا کر مدارج عالی پر پہنچا سکتا ہے۔ سائنس (حکمت) کو بہترین نعمت بنا سکتا ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ ایک سنڈیکیٹ مختلف ممالک کے۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں دلچسپی لینے والے ذی اثر مسلمانوں کی بنائی جائے اور تبلیغ اسلام کا انتظام اسی کے متعلق ہو جائے لیکن میں ان لوگوں میں نہیں جو ایسے نیک کام میں تعویق کو پسند کریں۔ جب تک وہ جامع سنڈیکیٹ بنے کام کو ہرگز التوا میں نہ ڈالنا چاہیئے۔ ووکنگ کے کام کو اور مضبوط۔ اسلامک ریویو کی اشاعت کو اور عام کرنا چاہیئے۔ اور جاپان میں ایک مشن جلد سے جلد قائم کرنی چاہیئے۔ اگر عبداللہ سہروردی کا۔ جنہوں نے اوّل اوّل اسلام کا تبلیغی ڈنکا یورپ میں بجایا تھا۔ انتقال نہ ہو گیا ہوتا۔ تو اب تک جاپان میں ایک مشن ہز ہائینس سر آغا خاں کی حوصلہ مندی سے قائم بھی ہو گیا ہوتا۔ لیکن اس بات کا سہرا کسی دوسرے ہی خوش نصیب مسلمان کے سر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنے کو وقف کر کے جاپان پہنچ جائے۔

میرے پیش نظر تو انگلستان میں تعلیم پائے ہوئے حقیقت میں ایک حصہ عمر کا گذارے ہوئے - پیرس میں عرصہ تک مقیم رہے ہوئے - ہندوستان سے بھی واقف مصری ڈاکٹر بہجت وہبی ہیں جو ترکی - عربی - انگریزی - فرانسیسی سب زبانوں پر حاوی ہیں - بہترین اور موزوں ترین شخص ہیں - لیکن پہلا کام تو یہ ہے کہ اسکے لئے کم سے کم ایک ہزار یا پانچ صد روپیہ ماہوار کا دو برس کیلئے جمع ہو جائے کسی مبلغ کے اپنے اور رسالہ وغیرہ نکالنے کے کام کے لئے جاپان میں انتظام کر دیا جائے جو اس طرح ایک مرکز جاپان کے دارالسلطنت میں بنائے - جس طرح ووکنگ میں لندن کے قریب بن گیا -

کوئی صوفی منش ایک مسلمان - خواجہ معین الدین چشتی اجمیری جیسا جاپان پہنچ جاتا اور اپنے روحانی فیض سے پادشاہ جاپان کو اسلام کی طرف مخاطب کر دیتا تو بہت بڑا کام نکل جاتا - اس لئے کہ گو کہ جاپان میں آئینی (کانسٹیٹوشنل) حکومت ہے - مگر وہاں کی رعایا اب بھی اپنے پادشاہ کو پوجتی ہے - اور اس کی بہت زیادہ عزت کرتی ہے - آقا کی ایک مثال پر لاکھوں جاپانی جانے کو تیار ہو جاوینگے -

بہرحال تبلیغ کے لئے مرکز پر قابل لوگوں کی ضرورت ہے - بلکہ صالح نیک لوگوں کی جو اپنے عمل سے نیک نمونہ پیش کر سکیں - خلقِ عظیم سے متصف ہونا مبلّغ کے لئے بہت ضروری ہے لیکن روپیہ کا انتظام ہو جائے تو کیا دنیا کے پچاس ساٹھ کروڑ مسلمانوں میں دو چار بھی ایسے نہ ملینگے جو اس دنیا کے بہترین کام کے لئے اپنے کو وقف کر سکیں - اور جاپان کی زمین پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا جھنڈا گاڑ کر دنیا کو اسکے سایہ میں لے آویں - ایسا ہوگا اور ضرور ہوگا - آفتاب اسلام دنیا کو روشن کرے گا اور ضرور کریگا : ؎

بہار آئے گی دور خزاں کے بعد ضرور   مشیر باغ میں نغمہ سرا رہے نہ رہے

لہ جنوبی ہندوستان کے دورہ میں مجھے ایک مسلم دوست ملے جو گرکچویٹ ہیں وکیل ہیں - ۲۵ سال کے نوجوان ہیں - انگریزی زبان کے ماہر - دینیات سے واقف - جاپان میں اسلام کی تبلیغ کیلئے جانے کو تیار ہیں - اور وہیں ہمیشہ کیلئے رہنے کو تیار ہیں - اگر کوئی اہل دل ان کے دو سال کے اخراجات کا کفیل ہو جاوے تو ووکنگ مشن ٹرسٹ اس کا اہتمام کر سکتا ہے - سکرٹیری

زکوٰۃ

کسی فرد یا جماعت کی اسلامی زندگی کی سب سے پہلی پہچان نماز اور زکوٰۃ ہے اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن کریم میں نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو کا ارشاد فرمایا ہے۔ اگر کوئی جماعت بحیثیت جماعت کے انہیں یک قلم ترک کر دے گی تو اس کا شمار مسلمانوں میں نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں سے جنگ کیئے۔ اللہ تعالیٰ نے سچے مومنوں کی نشانیوں میں یہ بتلایا ہے کہ وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نماز کے سوا کوئی بھی ایسا دوسرا عمل نہیں جس پر قرآن حکیم نے اس قدر زور دیا ہو۔ جس قدر زکوٰۃ پر دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ عام خیرات کی طرح نہیں۔ یہ ایک انکم ٹیکس ہے۔ جو صاحب استطاعت لوگوں پر عائد ہوتا ہے جو ہر کمانیوالے فرد پر لگتا ہے بشرطیکہ اسکی کمائی اسکی ذاتی ضروریات سے بڑھ جاوے قرآن کریم میں زکوٰۃ کے خاص مصارف بتائے گئے ہیں چنانچہ فرمایا ہے کہ صدقات صرف ان ناداروں[۱] کے لئے ہیں۔ اور مسکینوں[۲] (کے لئے) اور کارکنوں[۳] (کے لئے) جو ان (صدقات) پر مقرر ہیں۔ اور (ان کے لئے) جن کی تالیف قلوب[۴] ضروری ہے۔ اور غلاموں[۵] کے آزاد کرنے اور قرضداروں[۶] (کے لئے، اور اللہ کی راہ[۷] میں (خرچ کرنے کے لئے) اور مسافروں[۸] (کے لئے) یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اللہ جاننے والا۔ حکمت والا ہے۔ (سورہ التوبہ آیت ۶۰) ان مصارف میں زیادہ تر فقرا۔ مساکین۔ مولفۃ القلوب اور جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔ قرآن کریم کے متذکرہ بالا آٹھ مصارف میں ایک قدرتی ترتیب ہے۔ سب سے پہلے ان دو گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو سب سے اول اعانت کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد اس گروہ کا ذکر ہے۔ جس کے بغیر زکوٰۃ کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔

قرآن کریم میں اگر ایک طرف زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ تو دوسری طرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی وصولی کا حکم ہوتا ہے۔ اور آپؐ کے بعد ائمہ کرام کو بھی یہی ارشاد ہوا۔ اسلئے قرآن حکیم نے زکوٰۃ کے کام کو ایک خاص تنظیم سے وابستہ کر دیا ہے

زکوٰۃ کا وصول ہو کر بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے۔

عام خیرات کے متعلق یہ حکم نہیں۔ لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔ اور دوسرے صدقات نفل ہیں۔ جہاں زکوٰۃ کے خرچ کرنے کی مختلف مدات کا ذکر ہے۔ وہاں یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ میں سے ان لوگوں کو بھی تنخواہ دی جاوے گی۔ جو اس کے وصول کرنے کے لئے مقرر ہوں جس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا باقاعدہ وصول ہو کر قومی بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود زکوٰۃ کے عاملین کو مقرر فرمایا۔ وہ تمام زکوٰۃ فراہم کر کے بیت المال میں داخل کیا کرتے تھے۔ آپ نے وہ حساب بھی بتایا جس حساب سے زکوٰۃ۔ مال سے لینی چاہئے۔ اور کسی شخص پر اس بات کو نہیں چھوڑا کہ وہ کس قدر زکوٰۃ دے

حضرت ابوبکرؓ کے عہد مبارک میں جن لوگوں نے بیت المال میں زکوٰۃ داخل کرنے سے انکار کیا۔ اُن سے آپ نے جنگ کیا۔ ان تمام امور سے یہ اخذ ہوتا ہے۔ کہ ہر شخص خود ہی اپنی زکوٰۃ کو فقرا و مساکین میں بانٹ کر زکوٰۃ کے حکم سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا ایک بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے مناسب مدات پر خرچ ہونا ضروری ہے۔

مقام تاسف ہے کہ مسلم بھائی بیت المال کے نظام کی اہمیت سے دن بدن غافل ہو رہے ہیں آہستہ آہستہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اور مسلمانوں نے یہ خیال کر لیا ہے۔ کہ زکوٰۃ نکالنا اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ کہ خود ہی حساب کر لیا اور زکوٰۃ نکال دی۔ اور پھر جس طرح جی چاہا اُسے خرچ کر ڈالا۔ حالانکہ جس زکوٰۃ کی ادائیگی کا قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا قطعاً یہ طریقہ نہیں۔ مسلمانوں میں جو صاحب استطاعت احباب اپنی زکوٰۃ کو کسی امینِ زکوٰۃ یا بیت المال کے حوالہ کرنے کی بجائے خود ہی خرچ کرتے ہیں۔ وہ جان بوجھ کر احکام اسلامی کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک انہیں اسکی جواب دہی کرنی ہوگی

پھر اس کے بعد المولفۃ قلوبھم کا ذکر ہے۔ کیونکہ حق وصداقت کی نشر و اشاعت اور ان لوگوں کے قلوب کو ہاتھ میں لینا جو اسلام کے قریب ہوں۔ اور ان کے ایمان کی تقویت از بس ضروری ہے۔ پھر غلاموں کو آزاد کرنا اور قرضداروں کو قرضہ کے بار گراں سے نجات دلانے کا ذکر ہے۔ پھر فی سبیل اللہ کا ذکر کیا ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں جو جو

باتیں دین کے تحفظ اور ملت کی تقویت کے لیئے ہوں۔ وہ سبھی سبیل اللہ کی مد میں آجاتی ہیں۔ اس مد میں قرآن کریم۔ اسلام۔ علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت بھی آجاتی ہے۔ اور آخر میں ابن السبیل کا ذکر ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کو دردناک عذاب کی خبر سنائی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ چاندی سونا خزانہ بنا کر رکھتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لئے اگر کوئی بشارت ہو سکتی ہے تو یہی کہ عذاب دردناک کی انکو بشارت دے دو۔ زکوٰۃ کا نہ دینا مشرکوں اور قیامت کے منکروں کا کام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ مشرکوں پر ویل ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

کوئی بھی شخص جو صاحب استطاعت ہو۔ اور زکوٰۃ نہ دیتا ہو۔ وہ اس بات کا اہل نہیں کہ اسلامی برادری میں داخل ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار (۲) حج (۳) نماز (۴) روزہ (۵) زکوٰۃ۔ پس جو شخص ان پانچ باتوں میں سے ایک کو چھوڑتا ہے وہ اسلام کی بنیاد پر قائم نہیں رہتا۔ مسلمان اگر آج اور کچھ نہ کریں۔ اور صرف زکوٰۃ کا معاملہ ہی قرآن کریم کے ارشادات کے مطابق ٹھیک کر لیں تو بغیر کسی تامل کے انکی تمام اجتماعی، قومی مشکلات، تکالیف خود بخود حل ہو جائینگی۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ مسلمانوں نے یا تو ان ارشادِ قرآنی کو بالکل ہی بالائے طاق رکھدیا ہے۔ یا اگر عمل پیرا ہوتے ہیں تو اسطرح کہ درحقیقت عمل نہیں کرتے۔

مسلمانوں کی زندگی ایک پوری آزمائش کی زندگی ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو تلقین کی ہے۔ کہ وہ محض ایک خود غرض زندگی بسر نہ کریں۔ بلکہ اُن کے ذمہ اسلام نے بہت سے معاشرتی تمدنی۔ انسانی۔ منزلی۔ فرائض عائد کر دئے ہوئے ہیں۔ جب تک ایک مسلمان ان فرائض کو سرانجام نہیں دیتا اور اس آزمائش میں پورا نہیں اُترتا۔ اس پر اسلامی زندگی کی راحت جائز نہیں۔ ایک مسلمان پر اس کے نفس کا۔ والدین کا۔ عزیز و اقارب کا۔ بال بچوں کو۔ پڑوسیوں کا

اور نسل انسانی کا حق ہے۔ اس پر فرض کیا گیا ہے۔ کہ حسب المقدور ان تمام حقوق کو ادا کرے۔ اور اس پر اسکی دنیوی و اُخروی سعادتیں موقوف ہیں۔ لیکن یہ جملہ فرائض ادا نہیں ہو سکتے جب تک خیرات و انفاق کے لئے انسان کا ہاتھ کشادہ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اعمال میں سے کسی عمل پر اتنا زور نہیں دیا۔ جس قدر نماز اور انفاق فی سبیل اللہ پر۔ اور منافقوں کی بڑی نشانی یہ بتلائی ہے۔ کہ ان کی مٹھیاں انفاق کے لئے نہیں کھلتیں۔ اور اگر کچھ دیتے بھی ہیں تو بحالت مجبوری۔ اور مومنوں کے متعلق یہ فرمایا۔ مومن وہ ہیں۔ جن کا ہاتھ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ رات۔ دن پوشیدہ وظاہر ہر حال میں وہ انفاق کرتے رہتے ہیں یہ بالکل شیطانی وسوسہ ہے۔ کہ انسان خرچ کرنے سے محتاج ہو جاتا ہے۔ اسس راہ میں بخل فحش ہے۔ یعنی بہت ہی بُری برائی۔ اور اللہ تعالےٰ ہم کو انفاق کا حکم دے کر مغفرت اور خوشحالی کی راہوں پر لگاتا ہے۔

زکوٰۃ (۱) نقدی و زیورات (۲) غلہ۔ زمین کی پیداوار (۳) تجارت کے مال۔ اور (۴) مکانات کے کرایہ پر عائد ہوتی ہے۔

ماہ رجب المرجب میں مسلم بھائی اپنی زکوٰۃ کا عموماً حساب کر کے اسے تقسیم کرتے ہیں اگر اسس ماہ مبارک میں زکوٰۃ باضابطہ فراہم کی جائے اور قرآن کریم کے مطابق صرف کی جاوے تو بہت سی قومی ضروریات رفع ہو سکتی ہیں۔

مندرجہ بالا سطور میں قرآن کریم اور احادیث نبوی کی رُو سے زکوٰۃ کی اہمیت و فضیلت واضح کی گئی ہے۔ اگر زکوٰۃ کے نصف حصّہ سے مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے ووکنگ مسلم مشن کی امداد کی جاوے تو مشن کی بہت سی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

مسلم مشن ووکنگ۔ گذشتہ بائیس سال سے اسلام کی تبلیغ کا جو مہتم بالشان کام مغربی دنیا میں کر رہا ہے۔ وہ مخفی بات نہیں۔ سب سے اوّل اسس مشن کا نصب العین اتحاد بین المسلمین ہے۔ جس کے لئے ہر مسلم کو دل سے متمنی ہونا چاہئے۔ اس امر کے لئے ہر مسلم کو مساعی ہونا چاہیئے۔ کہ کل رُبع مسکون کے مسلمانوں میں ایک عالمگیر اتحاد قائم ہو جاوے۔ اسی مطمح نظر کو مسلم مشن ووکنگ گذشتہ بائیس سالوں سے انگلستان میں عملی جامہ پہنانے

کی مسلسل تگ و دو کر رہا ہے۔ اور مسلمانوں میں باہمی تشتت و افتراق کے نفرت انگیز جذبہ کو کچلنے کے لئے ہمیشہ سے ہی کوشاں رہا ہے۔

مشن مذکورہ نے اتحاد بین المسلمین و تبلیغ اسلام کے لئے فرقہ بندی سم قاتل قرار دے کر مسجد ووکنگ انگلستان میں عیدین کے موقع پر اُن معزز و ذی قدر مسلم احباب سے نماز کی امامت کرائی ہے۔ جو مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ مشن کے آئندہ کے لائحہ عمل میں یہ امر بھی پیش نظر ہے۔ کہ مشن اپنی تبلیغی تگ و تاز میں ایسے اسلامی تہواروں کو بھی شامل کرے۔ جن سے مشاہیر اسلام کی متبرک یاد تازہ ہوتی رہے۔ تاکہ زمانۂ مستقبل میں مصنوعی حدود و قیود بالکل ملیا میٹ ہو جاویں۔ جو مختلف فرقہائے اسلام میں آجکل حائل ہو رہی ہیں۔ کچھ سال ہوئے کہ مشن مذکورہ نے اس معاملہ میں پیش قدمی بھی کی ہے۔ میلادالنبی صلعم کی سعید تقریب کے علاوہ انگلستان میں محرم الحرام بھی منایا جانے لگا ہے۔ چنانچہ سال رواں میں محرم کی مبارک تقریب پر ایرانی سفیر متعینہ لندن نے صدارت کے فرائض سرانجام دئے ہیں۔

اس مشن کے قیام کی اہم غرض مغرب میں اسلام کے پیام کی نشر و اشاعت ہے۔ گذشتہ بائیس سالوں میں مشن مذکورہ نے ستر کے قریب انگریزی زبان میں اور تیس کے قریب اردو زبان میں ضخیم کتب شائع کی ہیں انکے علاوہ اسلام کی تعلیم اور حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق حسنہ و حالات مبارکہ کے متعلق لاکھوں کی تعداد میں مشن مذکورہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ و پمفلٹ غیر مسلم انگریزی دان دُنیا میں مفت تقسیم کر چکا ہے۔

مشن مذکورہ کے ماہواری آرگن رسالہ اسلامک ریویو۔ اسلام کی بیش بہا خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مسلم دنیا کے اتحاد کے لئے رسالہ مذکور ہمیشہ سے سر توڑ کوشش کرتا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے۔ کہ اس اسلامی مجلہ کی مسلسل تبلیغی جدوجہد نے ان تمام غلط فہمیوں۔ غلط بیانیوں اور دروغ بافیوں کا تار پود بکھیر دیا ہے۔ جو اسلام اور اس کے بانی حضرت رسالت مآب نبی کریم صلعم کی پاک ذات کے متعلق مغربی و امریکن دنیا میں دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں اور ان کے گمراہ کن پروپیگنڈا کی وجہ

سے وابستہ رہ سکیں۔

اس خاموش مبلغ اسلام کے ذریعہ ہزاروں مغربی و امریکن اخوان و خواتین اسلام کی نعمت عظمیٰ سے متمتع ہو چکے ہیں جنکے اعلانِ اسلام ۔ رسالہ اسلامک ریویو میں۔ وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ رسالہ ہزاروں انسانوں کی روحانی تشنگی کی تسکین کا موجب ہو رہا ہے۔ آمد کے قلیل ذرائع کے اندر اس اسلامی نبرد آزما کی کم و بیش چوبیس ہزار کاپیاں سالانہ ان ممالک میں مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔ جہاں ہمارے مبلّغین کا پہنچنا۔ صعوبت سفر کے علاوہ۔ مالی زیر باری کا موجب بھی ہوتا ہے اُن نارسا مقامات پر یہ مبلّغ اسلام غیر محسوس طور سے غیر مسلمین قلوب پر اپنا اسلامی تسلّط جمائے رہتا ہے۔ جس کا نتیجہ اسلام کی قبولیت کی شکل میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ اس مجلّہ کا ایک کثیر حصّہ تمام یورپ شمالی و مغربی امریکہ۔ افریقہ۔ آسٹریلیا۔ چین۔ جزائر فالپائن۔ جاپان۔ اور بعض اسلامی ممالک کی مشہور مشہور غیر مسلم لائبریریوں میں مسلسل ہر ماہ بھیجا جاتا ہے۔ جہاں کہ غیر مسلم دنیا اس کے مسلسل مطالعہ سے اسلام اور دیگر مذاہب کا کماحقہٗ موازنہ کرتی رہتی ہے۔ پھر اُن ہی میں سے بعض سعید روحیں اسلام کی پُر زور تعلیمات سے متاثر ہو کر اعلان اسلام کی فارم کی خانہ پُری کر کے مسجد ووکنگ میں اسی رسالہ میں شائع کرنے کے لئے روانہ کر دیتی ہیں۔

اگر ایک طرف رسالہ اسلامک ریویو غیر مسلمین میں اسلام کی تبلیغ کے فرائض کو سرانجام دیتا رہا ہے۔ تو دوسری طرف خود مسلمانوں کے اندر بھی اس رسالہ نے گذشتہ بائیس سالوں میں اسلام کے لئے سچا جذبۂ محبّت پیدا کر دیا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اگر ایک طرف اس کا قدم جارحانہ رہا ہے۔ تو حفاظت خود اختیاری کے پہلو کو بھی اس اسلامی رسالہ نے نظر انداز نہیں کیا۔

تمام دُنیائے اسلام میں رسالہ اسلامک ریویو کے سوا کوئی بھی دوسرا اسلامی رسالہ نہیں جو بالالتزام ماہواری شائع ہو کر بائیس سال سے متواتر اسلام کی تبلیغ کا کام کرتا رہا ہو۔ اور جس کا کل کا کل مفاد کسی جیب خاص میں نہیں۔ بلکہ ایک عظیم الشان

اسلامی ادارہ کی نذر ہوتا رہا ہو۔ جس کی پیہم تبلیغی تگ و تاز سے شاندار نتائج قبولیت اسلام کے رنگ میں مرتب ہو چکے ہوں۔ اور کہ جس نے کل مغربی و امریکن دنیا کے تخیلات میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر کے اسلام کے متعلق ان کے اندر ایک جذبہ روا داری پیدا کر دیا ہو۔ اور جس کا مستقبل اس کے ماضی سے بدرجہا زیادہ شاندار نظر آرہا ہو۔

اس مشن نے دنیا بھر کے اہم مقامات پر اسلامی ادبیات کو مفت تقسیم کرنے کے لئے مرکز قائم کر دئے ہیں۔ تمام دنیا اسوقت اسلام کی پیاسی ہے۔ دنیا کو سوائے اسلام کے کسی دوسرے مذہب سے سکون قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ مشن مذکورہ کی پیہم کوشش سے یورپ اور امریکہ میں بندگان خدا کا ایک کثیر گروہ پیدا ہو چکا ہے۔ جن کی آنکھیں اب کھل رہی ہیں۔ مشن مذکورہ کا ارسال کردہ اسلامی لٹریچر وہ مسلسل مطالعہ کر رہے ہیں۔ وہ اس نتیجہ پر آچکے ہیں۔ کہ دنیوی دینی ضرورتوں کا کفیل اور دنیا کے ہر درد کی دوا اگر کسی مذہب میں ہے تو وہ مسیحیت میں نہیں بلکہ فقط اسلام میں ہی ہے۔ اگر آئندہ دس سال تک مشن ووکنگ کی تبلیغی جد و جہد اسی طرح جاری رہی تو انشأ اللہ اس امن و آشتی کے مذہب کی تبلیغ۔ تمام دنیا میں صلح و سلامتی کا گہوارہ بن جائگی۔ دنیا کو جنگ و جدل کے خونخوار عفریت سے پناہ اور نارِ جہنم سے نجات مل جاوے گی۔ اور تمام مخلوق خدا ایک ہی عالمگیر خاندان کے افراد نظر آئینگے۔

ناظرین کرام سے ہماری مؤدبانہ التماس ہے۔ کہ آپ اس مشن کو اس قابل کریں۔ کہ یہ مشن اپنے کاروبار کو اور وسیع کر سکے۔ اپنی موجودہ تگ و دو کو جاری رکھ سکے۔ امید واثق ہے کہ مشن کی ان اسلامی خدمات کے پیش نظر ہمارے مسلم بھائی زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت اس مفید ترین اسلامی ادارہ کو فراموش نہ فرمائینگے۔ مغرب میں اشاعت اسلام کا جو عظیم الشان کام ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ سرانجام پذیر ہو رہا ہے۔ آپکی زکوٰۃ۔ صدقات۔ خیرات کا بہترین مصرف ہے۔

تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مشن۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔

عزیز منزل لاہور۔ (پنجاب) ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء — خادم خواجہ عبد الغنی سکریٹری ووکنگ مسلم مشن

میں کیوں مسلمان ہوا

(از جناب کونٹ ایڈوآرڈو گی ادیا - اٹالیہ)

میرے دل پر بچپن ہی سے اسلامی تمدن بالخصوص مسلمانوں کی شاعری اور ان کے فن تعمیر کا بے حد اثر تھا۔ اور میں اکثر یہ کہا کرتا تھا۔ کہ جس قوم نے تہذیب و شائستگی اور ہر پہلو کو اس قدر اہمیت دی ہے اور جس نے دنیا کے سامنے حسن وجمال کا ایک وسیع منظر پیش کیا ہے ضرور ہے کہ وہ فلسفہ اور مذہب میں بھی اس کا درجہ نہایت بلند ہو۔

جب میں الحمرا کی عجیب وغریب عمارت کا تصور کرتا ہوں۔ جس سے بڑھ کر عربی محل کا اور کوئی نمونہ پیش نہیں کیا جا سکتا تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے کوئی دلفریب منظر دیکھ رہا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ الف لیلے کے طلسمی محلات کی طرح قصر الحمرا کی عمارت بھی کسی جن کے سحر سے دفعتہً عالم وجود میں آ گئی ہے۔

نازک اور باوجود مضبوطی عمارت کے الحمرا کا یہ اثر کہ گویا دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے نازک ستونوں پر وہ زبردست محرابیں جنکی وضع وقطع خالصاً عربی ہے کیونکر قائم ہیں۔ میری یہ مخلصانہ رائے ہے۔ کہ عربوں نے یہ بہت اچھا کیا کہ انسانی شکلوں کی بجائے اپنی تخلیقی کوششوں کو تزئین و آرائش پر جمع کیا۔ اس لئے کہ یہ اظہار جمال کا بہترین ذریعہ ہیں۔ جس میں انکو درجۂ کمال حاصل تھا۔ مسلمانوں سے بڑھکر اور کسی قوم نے تزئین و آرائش کے اسقدر مختلف نمونے پیدا نہیں کئے۔ ان کے وہ حیرت انگیز نقش ونگار، جن سے انہوں نے دیواروں گنبدوں۔ اسفالوں، دھات کے ظروف، آرائش کے سامان اور بے شمار دوسری چیزوں کی زیبائش کی ہے۔ اپنی کوئی نظیر نہیں رکھتے اہل اٹلی کو انسانی شکلوں کی تصویر کشی میں خاص مہارت ہے۔ لیکن جہاں تک حسن دزیبائش کا تعلق ہے۔ وہ عربی ذوق حسن اور شان دلآویزی کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے۔

جب چارلس پنجم نے الحمرا میں قدم رکھا تو اس کو بے اختیار کہنا پڑا۔ اگر میں ابوعبداللہ ہوتا۔ تو اس محل کو چھوڑنے کی بجائے اس کے کھنڈرات میں دفن ہوجاتا۔ حالانکہ اسے یہ کہنا چاہیئے تھا۔" خدا ابوعبداللہ پر رحمت کرے کہ اس نے اس عمارت کو صحیح وسلامت چھوڑ دیا"
اور سلطان ابوعبداللہ محمد اگرچہ اس نے فرڈیننڈ کے طاقتور لشکر سے مغلوب ہوکر راہ فرار اختیار کی تھی کوئی بزدل نہ تھا۔ جیسا کہ مؤرخین اور بالخصوص فانل گھیتر نے ظاہر کیا ہے۔ برعکس اس کے وہ ایک بہادر اور شجاع انسان تھا۔ اور اس کی ماں نے یہ الفاظ کہ "جس تاج و تخت کی تم اپنی تلوار سے حفاظت نہ کرسکے اب اس کے لئے بچوں کی طرح روتے ہو" قطعاً غیر مناسب تھے۔
غریب اور نیکدل ابوعبداللہ آرٹسٹ تھا سپاہی نہیں تھا۔ اس نے یہ پسند نہیں کیا۔ کہ ایک لمحے بھر کے ایثار کی خاطر فن و جمال کے ایک لازوال کارنامے کو برباد کردے۔ ابوعبداللہ کے دشمن اس زبردست جنگ کا بمشکل اندازہ کرسکتے ہیں۔ جو اس وقت تاجدار غرناطہ کے دل میں جاری تھی۔ اور جس میں ایک طرف حسن و جمال کا احساس تھا۔ اور دوسری جانب یہ آرزو کہ کیوں نہ اس منظر کو اب ایک تماشایانہ انداز میں ختم کیا جائے۔
لیکن مؤرخ نہیں سمجھتا کہ ابوعبداللہ کے لئے یہ منظر کس قدر خوفناک ہوتا۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ وہ اس طلسمی محل کی عجیب و غریب دیواروں کو جہاں اس نے ایک بادشاہ کی طرح اپنی زندگی کے دن گذارے تھے۔ اپنی آنکھوں کے سامنے گرتے ہوئے دیکھتا اور وہ آرائشیں جن کو استادان فن نے اپنی کمال طبیعت سے پیدا کیا تھا۔ ہمیشہ کے لئے مٹ جاتیں نہیں مورخ اس بات کو کبھی نہیں سمجھ سکتا۔ اس وقت بھی ابوعبداللہ کا تصور میری آنکھوں میں ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ سلطان ایک جائے نماز پر بیٹھا جس سے زیادہ حسین تھے سارے اسپین میں نہیں ہے اللہ تعالے سے نور و بصیرت کا طلبگار ہوگا۔ تاکہ اس نازک موقعہ پر وہ اسکی رہنمائی کرے۔ مجھے یقین ہے کہ اس وقت ابوعبداللہ نے دل ہی دل میں ایک آواز کو یہ کہتے سُنا ہوگا۔ اس مقام کو مسلمانوں کی مسرت کے لئے چھوڑ دو۔ فرڈیننڈ کے طاقتور لشکر کا مقابلہ بے سود ہے۔ اپنی جان بچاکر بھاگ نکلو"۔ اور ابوعبداللہ سچ مچ بھاگ نکلا۔
جیلیبی وحشی قصر الحمرا میں داخل ہوئے۔ اور اس کے حیرت انگیز مناظر سے مسحور ہونے کی بجائے

اس کے بے بہا خزانوں کو لوٹنے لگے۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ ان کے غارتگر ہاتھوں سے الحمرا کی عمارت محفوظ رہی۔ جس کو دیکھکر ہم اپنے علم اور تخیل کی مدد سے اس بات کا تصور کر سکتے ہیں کہ ابوعبداللہ سلطان غرناطہ کے زرین عہد میں اس قصر کی کیا کیفیت ہو گی۔

ابوعبداللہ نے لمحے بھر کی کامیابی کو حسن وجمال کی عبادت گاہ پر بھینٹ چڑھا دیا۔ دنیا ہمیشہ اس قربانی کی داد دیا کرے گی۔

بے شک سلطان ابوعبداللہ ایک بہادر اور شجاع انسان تھا۔ اور اس کی بلند روح اس خوفناک جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتی تھی۔ پھر عربوں کے بنائے ہوئے مٹی کے برتنوں، ان کی میناکاری، شیشوں، منقش پردوں اور خوشنما جلدوں کے متعلق کوئی کیا لکھے۔ لندن جائیے اور جنوبی کن سنگٹن میوزیم میں جاکر اندازہ کیجے۔ کہ ایک صحیح عربی گھر میں امیر ہو کہ غریب کن کن چیزوں کو ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے کہ اس وقت کی بچی کھچی جو بھی یادگاریں ملی ہیں وہ اسقدر خوبصورت ہیں کہ ان سب کو شیشے کی بند الماریوں میں رکھا گیا ہے نشاۃ الثانیہ کے ابتدائی عہد میں اسلامی فنون لطیفہ نے تمام یورپ میں حسن وجمال کی ایک نئی لہر دوڑا دی تھی۔ اس کے نتائج دنیا بھر میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔ علیٰ ہذا اس کے چھوٹے چھوٹے نمونے اور اس کے مخطوطات کی بھی کوئی نظیر نہیں ......

مجھے خوش قسمتی سے قرآن مجید کے بعض قدیم نسخوں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ نسخے کیا تھے۔ حسن صنعت کی نادرہ کار مثالیں جس کو نہ اہل اٹلی پہنچ سکتے ہیں نہ دنیا کی اور کوئی قوم پھر حسن وعشق کی وہ حکائتیں جو شہرزاد نے بیان کی ہیں۔ کس کی ذکاوت طبع کا نتیجہ ہیں؟ بیشک اس کے مصنفین کا نام معلوم نہیں۔ لیکن کیا الف لیلےٰ آج بھی ایسی دلچسپ نہیں جیسی اس زمانے میں تھی۔ جب پہلے پہل اسے لکھا گیا ہے۔ اور کیا اس سے دنیائے ادب میں ایک نئی تحریک پیدا نہیں ہوئی۔ کیا الف لیلےٰ سے ایک گہرے فلسفہ اور اس وقت جتنی بھی حکمت ودانائی موجود تھی اس کا اظہار نہیں ہوتا۔ اسوقت کے بہت سے عجیب وغریب تصورات مثلاً ہوا میں اڑنا۔ سمندروں کے نیچے سفر کرنا۔ دور سے دیکھنا۔ اور سننا اب روزمرہ کے حقائق میں داخل ہو چکے ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے یہ خیالات قائم کئے تھے۔

ان کی نگاہیں یقیناً مستقبل کو دیکھ رہی تھیں۔

یہاں یہ موقعہ نہیں کہ میں اسلام کے عظیم الشان مفکرین۔ اس کے شعراء و فلاسفہ، اور اس کے ہئیت اور سیاست دانوں کا ذکر کروں۔ ہم پھر اپنے اصلی موضوع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اسلام کے شوق میں میں نے جدید اور قدیم تمام مذاہب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ پھر ان کا ایک دوسرے سے مقابلہ اور تنقید و تفحص کے بعد رفتہ رفتہ میرے دل میں یہ خیال جاگزین ہونے لگا۔ کہ اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے۔ اور قرآن کریم میں وہ سب کچھ موجود ہے۔ جسکی انسان کو اپنے روحانی ارتقاء کے لئے ضرورت رہتی ہے۔

بدقسمتی سے میں نے قرآن پاک کا مطالعہ ترجموں کے ذریعے کیا ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا خوب احساس ہے کہ عربی میں اس کا انداز بیان کس قدر حسین اور واضح ہوگا۔

میری پیدائش اگرچہ ایک کیتھولک گھر میں ہوئی تھی۔ لیکن میرا خاندان اس جنگ میں شریک تھا۔ جو یورپ کے ہاتھوں روما کو نجات دلانے کے لئے لڑی گئی تھی۔ میرا باپ تقریباً ایک برس تک ایک تنگ و تار مرطوب کوٹھری میں قید رہا۔ میرے چچا کو بھی اول اسیری اور بعد میں پھانسی کی سزا ملی۔ وہ دونو اس سازش میں شریک تھے۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ روما کے دروازے بالڈبی کے لئے کھول دئے جائیں۔ لیکن اس کا حال معلوم ہو گیا۔ اس لئے کہ یورپ کا خفیہ نظام نہایت عمدہ تھا۔ بڑی مشکل سے میرا چچا دشمنوں کے نیچے سے نکلا۔ افریقہ پہنچا اور پھر اپنی تمام عمر وہیں گذار دی۔

میرے باپ کا وقت بڑی تنگی سے گذرتا تھا۔ کیونکہ ہماری ساری جائداد اُن کی آزادی کے لئے خرچ ہو چکی تھی۔ بہرکیف جب اطالوی فوجیں روما میں داخل ہوئی ہیں تو اسوقت میں بہت چھوٹا تھا۔ لیکن اپنے والد کے زیرتربیت کبھی کیتھولک مذہب کے پیچیدہ اور سوفسطائیانہ توہمات کو کبھی قبول نہیں کیا۔ جناب مسیح نے اخوت انسانی کی پیشگوئی کی تھی۔ اور کہا ہے کہ خدا کی نظر میں ہم سب انسان خواہ امیر ہوں یا غریب بلاتفریق و امتیاز مساوی درجہ رکھتے ہیں۔

لیکن جہاں آپ نے کسی کیتھولک گرجے میں قدم رکھا۔ آپ دیکھ لینگے کہ امیر و غریب کے درمیان کس قدر امتیازات قائم کر دیئے گئے ہیں۔ امرا صف اول میں قربان گاہ کے قریب کھڑے مخملین گدوں پر جھکتے ہیں۔ غریب بہت دور پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ان کے لئے لکڑی کے سخت تختوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ پھر اگر کوئی شخص کارڈینل سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ اپنی درخواست کو لکھ کر پیش کرے۔ بالعموم ان درخواستوں کو رد کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ کارڈینل اپنے آپ کو کلیسا کے شہزادے تصور کرتے ہیں۔ بھلا یسوع مسیح نے جس اخوت اور سادگی کی تعلیم دی ہے اس سے اس کا کیا تعلق ہے یسوع مسیح کے ماننے والے سیدھے سادھے اور غریب لوگ تھے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر اسوقت وہ پھر دنیا میں آجائیں اور جو لوگ بظاہر اس کے نام لیوا بنتے ہیں ان کے غرور اور شان امارت کے خلاف وعظ کہنا شروع کریں تو وہ بلا تامل ان کو صلیب یا اس قسم کی کسی نئی ایجاد پر کھینچ دیں گے۔

پاپائے روما کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ اس دنیا میں مسیح کا جانشین ہے۔ حالانکہ اس کی زندگی انتہائی امارت میں بسر ہوتی ہے۔ ارغوانی مخمل، ریشم لیسوں اور سموروں میں ملبوس۔ سر پر جواہرات کا ایک چمکتا ہوا تاج رکھے جناب پوپ ایک زریں تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ ارد گرد بھڑکیلی وردیاں پہنے ان کے محافظین کھڑے ہیں۔ ایک ساتھ ہی پادریوں کی جماعت شاندار کپڑے پہنے صف بستہ ہے۔ ہر شخص مؤدبانہ ان کے سامنے جھکتا ہے (میں نے کبھی سر ارادت خم نہیں کیا) معطر ہوائیں ہر طرف سے آ رہی ہوتی ہیں۔ یہ سب منظر بلاشبہ نہایت حسین اور ایک تماشے کی سی شان و شوکت رکھتا ہے۔ لیکن ناممکن ہے کہ اس سے کوئی روحانی اثر مترتب ہو۔

کیتھولک رسم کے مطابق پوپ کی دست بوسی بلکہ بعض دفعہ پا بوسی بھی کی جاتی ہے کیا غرور و نخوت کی اس سے بدتر مثال کوئی اور ملسکتی ہے۔ کیا روما کے قدیم شہنشاہوں کی یہ تقلید جن کو خدائی کا دعوےٰ تھا۔ غریب یسوع سے کوئی مشابہت رکھتی ہے جو ایک موٹی قمیص اور معمولی چادر اوڑھے برہنہ پا گھوما کرتا تھا۔ اس شرمناک تضاد کے متعلق ایک

ذہین و فہیم انسان کیا رائے قائم کرے گا۔ فرض کیجئے روما کے کلیسائے سینٹ پیٹر میں کسی ولی کے اعزاز میں کوئی تقریب یا اس قسم کا کوئی اور تہوار قائم ہو اور آپ اس میں شریک ہونا چاہیں تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ اول آپ اس کے لئے ٹکٹ حاصل کریں۔ پھر آپ کے ٹکٹ کا جو نمبر ہے اسی نمبر کی نشست آپ کو دی جائے گی۔ بعینہٖ جیسے تھیٹر میں انتظام ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا گرجے کے اندر آپ کو متعدد گیلریاں ملینگی جو رؤسا و امراء ارباب سیاست اور دوسرے معززین کے لئے مخصوص ہیں۔

اس کے برخلاف کسی مسجد کی سادگی اور خوبصورتی کا تصور کیجئے۔ مکہ معظمہ کا حج اپنے اندر کس قدر شعریت رکھتا ہے۔ یہاں نہ غریب کا امتیاز ہے نہ دولتمند کا۔ خدا کے حضور میں سب برابر ہیں!

اب میری انتہائی روحانی آرزو یہ ہے کہ میں کس طرح زیارت حرم سے مشرف ہوں۔ میں اپنے لطیف تخیلات میں اکثر تن تنہا صحرائے عرب میں کھڑا ہوتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ریت کا یہ سمندر ہر طرف میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اور میں ہوں کہ بارگاہ الٰہی میں اکیلا حاضر ہوں۔ اس وقت میری مثال ایک ذرہ ریگ کی سی ہوتی ہے۔ دنیا کی تمام مکروہات مجھ سے دور ہیں۔ کواکب کی دنیا میرے سامنے ہے۔ تنہائی کا اثر میری ذات پر غالب آرہا ہے۔ اور میرا دل قدرت خداوندی کے لامتناہی کرشموں کو دیکھ دیکھ کر حیران ہونے لگتا ہے۔ اسوقت میری طبیعت بار بار اس خیال کی طرف متوجہ ہوتی ہے کہ جوں جوں علم و حکمت کے تعجب انگیز اور زبردست قوانین معلوم ہوتے جائینگے۔ اسی اعتبار سے اللہ تعالےٰ کی غیر محدود قوت آشکار ہوتی جائے گی۔ وہ دن کیا ہوگا جب میں بغیر کسی تفریق و امتیاز کے اپنے مختلف اللون مسلمان بھائیوں کے ساتھ خوش خوش کھڑا ہونگا۔ اور پھر ان کی معیت میں مجھے بھی طواف کعبہ کی سعادت حاصل ہوگی۔

اللہ تعالےٰ نے ایک ہی قسم کا انسان پیدا کیا ہے۔ اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اپنے رنگ پر مطمئن رہے۔ مجھے سیاہ اور بھوری جلد بے حد پسند ہے۔ جوں جوں آدمی قطبین کیطرف جاتا ہے۔ بالوں کا رنگ کھل جاتا ہے۔ اور جلد زرد ہونے لگتی ہے

خط استوا کی طرف بڑھتے جائیے۔ تو جلد کا رنگ بھورا اور سیاہ ہونے لگتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ بعض آفتاب کی شعاعوں کو جذب کرنے کا ہے۔ برف موت کی علامت ہے۔ اور سورج زندگی کی۔ مجھے آفتاب سے محبت ہے۔ برف سے میں دور بھاگتا ہوں۔ انسان میں جو چیز قدر کرنے کے قابل ہے۔ وہ اس کا ظاہر نہیں باطن ہے۔ کیا صدف کا رنگ بھورا نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے اندر سے چمکتا ہُوا سفید موتی برآمد ہوتا ہے۔ میرے نزدیک روح کی وہی مثال ہے جو موتی کی۔ میں بھورے اور سیاہ رنگ انسانوں کی تصویروں سے بہت لطف اندوز ہُوا ہوں۔ اگر میری جلد کی رنگت بھی سیاہ ہوتی۔ تو میں بہت خوش ہوتا۔ یہ رنگ انسان کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اور اگر ایک دفعہ مجھے عربی آفتاب کی تمازت میں رہنے کا موقعہ ملا۔ جیسا کہ مجھے امید ہے کہ ضرور ملے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میری رنگت بھی بھوری ہو جائے گی۔ بھوری بھوری جلدوں پر سفید پگڑیاں کس قدر خوشنما معلوم ہوتی ہیں جب میں حاجی بن گیا۔ اور میری جلد نے آفتاب کا اثر قبول کر لیا تو میں اپنی ایک نئی شبیہ طیار کروں گا۔

میرے مسلمان بھائی اس ہلکے سے غرور کو معاف فرمائیں۔ اس لئے کہ مصوری میرا مشغلۂ حیات ہے۔

بہرکیف میں اپنے اصل موضوع کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ مجھے دن بدن یقین ہوتا گیا کہ دنیا کی کوئی عبادت دین اسلامی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جس کو جبرئیل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کیا تھا۔ لیکن ایک ایسا مذہب قبول کرنے سے پہلے جو اس کے آبائی اور اس کے احباب اور اہل وطن کے مذہب سے مختلف ہو اپنے آپ پر پورا قابو رکھنا چاہئے۔ حتیٰ کہ طبیعت خود بخود توفیق پا کر اس کے اعلان پر مجبور ہو جائے۔ جبتک صداقت کی روشنی سے ہمارا دل منور نہ ہو۔ ہمیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے کوئی بہرہ نہیں ملسکتا۔ میں اسی موقعہ کا منتظر تھا۔ البتہ ایک شبہ ہمیشہ میرے دل میں رہتا تھا۔ اور وہ یہ کہ آیا اسلام میں قدم رکھنے کے بعد بھی میں بلا خوف گناہ تصویر کشی کا مشغلہ جاری رکھ سکتا ہوں۔ یہ چیز تھی کہ جس نے بہت دیر تک مجھے روکے

رکھا۔ کہ میں مسلمان ہونے کا اقرار کروں۔ آخر الامر میں نے سمجھدار مسلمانوں سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ ان میں سے بعض نے مجھ سے یہ کہا کہ تصویر کشی میں کوئی حرج نہیں اور بعض نے یہ کہ آپ تو بہت سے نیک مسلمان بھی تصویریں کھینچتے ہیں۔ اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو یہ واقعہ ہے۔ کہ بہت سے مسلمان سلاطین نے اپنی تصویریں کھنچوائی ہیں۔ لندن کی نیشنل گیلری میں آپ محمد خامس کی وہ تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کو جنٹا بیلینی نے طیار کیا تھا۔ اسی طرح فنون لطیفہ کی بعض کتابوں میں جو میرے پاس موجود ہیں۔ قدیم تصاویر موجود ہیں ان میں سے دو تصویریں ابو عبداللہ آخری سلطان غرناطہ کی ہیں۔ ایک سادہ کپڑوں میں اور ایک شاہی تاج میں۔ لیکن اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز امر یہ ہے۔ کہ ان میں ایک تصویر ایک سلطانہ کی ہے۔ جو بے نقاب بیٹھی ہے۔ میرے عزیز بھائی حاجی علی رضا نے مجھے بتلایا ہے کہ اگرچہ تصویر کشی ممنوع ہے۔ لیکن یہ اتنا بڑا گناہ نہیں کہ محض اس کی وجہ سے میں رضائے الٰہی کی سعادت سے محروم رہ جاؤں۔ حاجی صاحب علمائے اسلام میں سے ہیں۔ لہذا میں اب بھی تصویریں کھینچتا ہوں۔ آخر وہ وقت بھی آگیا۔ جب میں اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا۔ ایک رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ اور دفعتہً بیدار ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک متلاطم سمندر میں اپنی جان بچانے کے لئے موجوں سے لڑ رہا ہوں اور بڑی مصیبتوں کے ساتھ ساحل تک پہنچا۔ اس وقت میں نے ایک آواز سنی۔ جو سمندر کے شور سے بھی زیادہ تیز تھی۔ کوئی کہہ رہا تھا "تجھ کو غرق ہونے سے کس نے بچایا؟ تجھے اپنے ایمان کے اقرار میں کیوں تامل ہے؟" اس کے تھوڑی دیر کے بعد میں حاجی علی رضا کے پاس گیا۔ اور ان کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا حاجی صاحب نے حسب معمول نہایت خلوص اور وسعت قلب سے مجھے نماز اور بعض دوسرے مسائل سکھلائے۔ اس طرح میں باقاعدہ مسلمان بن گیا۔

اب مجھے اس کا مطلق خدشہ نہیں کہ میرے کیتھولک دوست مجھ سے الگ ہو جائینگے جیسا کہ ان میں سے بعض نے کیا ہے۔ اس لئے کہ ان کو کھو کر مجھے ایک ایک کیتھولک دوست کی بجائے۔ دس دس مسلمان دوست ملیں گے۔

جب سے میں نے اسلامی محفلوں میں شریک ہونا شروع کیا ہے۔ مجھے محسوس ہونے لگا تھا۔ کہ اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو اس کے نتائج کیا ہوں گے۔ اب جو میں نے علانیہ اس امر کا اقرار کیا ہے۔ اور مسجد ووکنگ سے واپس آیا ہوں تو ہر طرف سے میری مخالفت شروع ہے۔ بلکہ مسجد ووکنگ میں ادائیگی نماز کے بہت تھوڑے دنوں بعد مجھے موت کی دھمکی دی گئی۔

لیکن میں ایسی دھمکی پر ہنستا ہوں۔ اس لئے کہ جب میں اللہ کی پناہ میں آ گیا ہوں تو مجھے یقین ہے۔ کہ دنیا کی کوئی قوت میرا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ مجھے توقع ہے کہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک میرا یہی عمل رہیگا۔ اور اس وقت بھی اس کی بے شمار نعمتوں کا شکریہ اور بالخصوص اس جمال پسند طبیعت کا جو اس نے مجھے عطا کی ہے۔ میری زبان پر ہوگا یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ قدرت الٰہی کا لاثانی حسن میرے سامنے ہے۔ اور میرا مو قلم ہر اُس چیز کی تعریف پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے کمال شفقت سے اس لئے پیدا کی ہے۔ کہ اس کو دیکھ کر انسان کی روح جذبۂ مسرت سے لبریز ہو جائے۔

مجھے امید ہے کہ توفیق الٰہی سے مجھے عنقریب یہ مسرت بھی حاصل ہوگی۔ کہ میری آنکھیں لندن کے عین وسط میں اس مسجد کو دیکھ سکیں۔ جس کا نقشہ ہمارے نوجوان دوست شیخ عبدالحمید صاحب نے طیار کیا ہے۔ یہ ایک خالص اسلامی روح کا ہی کام تھا۔ کہ اس قسم کے نقشے کا تصور شیخ صاحب کے ذہن میں قائم ہوتا۔ اور اس کی تعمیر کا حق بھی مسلمانوں ہی کو پہنچتا ہے۔ تعریف ہے اللہ کی پادشاہوں کے پادشاہ اور ہر شے کے خالق کی ؀

آپ کی زکوٰۃ کا ایک عمدہ مصرف

دنیا میں ہر امر کی اشاعت زیادہ تر تصنیف و تحریر ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ یہی ہمارا تجربہ اشاعت اسلام میں بھی ہے۔ اسلئے ضرورت ہے کہ اسلامک ریویو کی ہزارہا کاپیاں مغربی دنیا میں مفت تقسیم ہوں۔ اگر برادران اسلام کچھ تھوڑی سی توجہ بھی اسطرف کریں تو یہ خاموش مبلغ دنیا کے ہر کونے میں جا سکتا ہے؀

اسلامک ریویو کی مفت اشاعت کے لئے سالانہ چندہ بھی صرف ؎ ۵ روپے مقرر کیا گیا ہے؀

چین میں اسلام

از جناب محمد سلیمان ینگ کوانگ یو

اپنے مذہب کی صداقت کے لئے مسلمانوں کے اندر جو مذہبی جوش پایا جاتا ہے۔ اُس نے ابتدائے ایام سے ان کو اس امر کیطرف راغب کیا ہے۔ کہ وہ اسلام کا پیغام چار وانگ عالم میں پہنچائیں اور آج وہ اسی سبب سے دنیا کے ہر گوشہ میں پائے جاتے ہیں۔ اسلام کی اشاعت کے اسباب مختلف ہیں۔ مثلاً اقتصادی، سیاسی اور تمدنی لیکن منجملہ ان کے خاص سبب اسقدر شاندار نتائج کا، اسلامی مبلغین کی ان تھک کوششیں ہیں جنہوں نے آنحضرت صلعم کے نقش قدم پر چلکر اپنی زندگیاں، لوگوں کو دائرہ اسلام کے اندر داخل کرنے کے لئے وقف کر دیں۔

اسلام میں تبلیغ و اشاعت کا کام، ایسی بات نہیں، جو مسلمانوں کے دماغ میں عرصہ دراز کے بعد پیدا ہوئی ہو بلکہ قرآن مجید میں اس کے متعلق صریح حکم موجود ہے۔ اور مسلمان پہلے دن سے اس پر عامل ہیں "لوگوں کو اپنے رب کے راستہ کی طرف بلاؤ ساتھ حکمت اور موعظت کے، اور اُن کے ساتھ بہترین طریق پر مناظرہ کرو اور تمہارا رب بہتر جانتا ہے۔ اُن کو جو اس کے راستہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور ان کو بھی جو صحیح راستہ پر چلنے والے ہیں" (۱۶ : ۱۲۵) ۔نیز فرمایا "پس تم اُن کو تبلیغ کئے جاؤ اور صحیح راستہ پہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔ اور ان کی نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ اور کہدو میں اس پہ ایمان لاتا ہوں۔ جو اللہ تعالےٰ نے الکتاب میں سے نازل کیا ہے۔ اور مجھے تمہارے ساتھ عدل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ میرا بھی رب ہے۔ اور تمہارا بھی۔ مجھے میرے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ اور تمہیں تمہارے اعمال کا۔ فی الحال میرے تمہارے درمیان کسی محاکمہ اور وکالت کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا۔ اور ہم سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (قرآن ۴۲ : ۱۵)۔ نیز فرمایا " لیکن اگر وہ ہمارے ساتھ مجادلہ کریں، تم کہدو میں نے اپنی زندگی کلیتہً خدا کے

ہاتھ میں سونپ دی ہے۔ اور ہر شخص نے جو میری پیروی کرتا ہے۔ ایسا ہی کیا ہے۔ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے۔ اُن سے کہدو۔ نیز جاہل لوگوں سے بھی کہ کیا تم اسلام قبول کرتے ہو تب بیشک وہ صحیح راستہ پر چل رہے ہیں۔ اور اگر وہ روگردانی کریں تو تمہارا کام صرف پہنچا دینا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے" ۔ (۳: ۱۹) ۔

پس ابتداء ہی سے اسلام ایک تبلیغی مذہب رہا ہے۔ علمی اور عملی دونوں طور سے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ اور خود حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن داعیان اسلام کے سردار ہیں۔ جنہوں نے غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کے لئے جگہ بنائی چنانچہ سر ٹامس آرنلڈ لکھتے ہیں۔ کہ اسلامی تبلیغی سپرٹ کے لئے ہمیں ظلم وستم کی داستانوں اور فرضی شمشیر زنی کے افسانوں کا (جن میں مسلمانوں کو ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لئے ہوئے دکھایا گیا ہے) مطالعہ کرنا نہیں چاہئے بلکہ اس چیز کو، مسلمان مبلغین کی خاموش تعمیری تبلیغی جدوجہد میں تلاش کرنا چاہئے۔ جس کا مظاہرہ انہوں نے دنیا کے ہر گوشہ اور ملک میں کیا" (دعوت اسلام صفحہ ۳)

چین میں تبلیغ اسلام کی تفاصیل بہت کمیاب ہیں۔ اگر ہم امپیریل انسائیکلوپیڈیا آف دی فوراسٹور ہاوسیز کا مطالعہ کر سکتے یا اگر چین کی اسلامی کتب خانے تباہ نہ کر دئے ہوتے، تو ہم زیادہ وضاحت اور یقین کے ساتھ کچھ کہہ سکتے تھے۔ اسلام چین میں جنوب سے بذریعہ سمندر اور شمال مغرب سے بذریعہ خشکی داخل ہوا۔ اول الذکر تحریک اگرچہ اعداد وشمار کے لحاظ سے اہم نہیں۔ لیکن تاریخی لحاظ سے کافی اہم ہے۔ پہلا مسلمان مبلغ ۶ھ مطابق ۶۲۸ئ میں ملک چین میں آیا۔ ان کا نام وہاب ابن ابی کبشہ تھا جو بذریعہ سمندر سفر کر کے کینٹن پہنچے اور بعد ازاں چنگ آن گئے جسے اب شیان کہتے ہیں۔ چینی روایات میں ان کا نام سارٹا بھی لکھا ہے۔ اور سکاپا بھی جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ صحابی تھے۔ چینی لوگ، از راہ احترام، سید وقاص کے نام سے پکارتے ہیں۔ لوگ انہیں محبت میں بابائے اول بھی کہتے ہیں۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ میں ماموں بھی ہوتے تھے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ حضرت آمنہؓ کے نہ کوئی بھائی تھا نہ بہن، چونکہ وہ قبیلہ "بنو زہرہ" سے تھیں۔

اسلئے اس قبیلہ کے افراد اپنے آپ کو از راہِ فخر "عم رسول" کہتے تھے۔ بہرکیف یہ مبلغ اعظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ، کنٹے ہانگ شاہ چین کے دربار میں بطور سفیر وارد ہوئے تاکہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ مذہب کی دعوت دی۔ وقاص بابا کے ساتھ اُن کے تین شاگرد بھی تھے۔ جنکو ہم بابائے ثانی وثالث ورابع کے نام سے پکارتے ہیں شہنشاہ نے ان صاحبان کا کینٹن میں نہایت شاندار استقبال کیا۔ اور مسجد بنانے کی اجازت دی۔ اور مذہبی رسوم علانیہ طور پر بجا لانے کا حق بھی تسلیم کیا۔ اس سفارت کی کامیابی کے بعد وقاص بابا ۳۲ھ میں عرب واپس گئے۔ اور بادشاہ چین کا جواب بھی اپنے ساتھ لائے۔ لیکن انہیں یہ معلوم کرکے بہت افسوس ہوُا۔ کہ اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا۔ وہ اسی سال پھر چین کو واپس چلے گئے۔ مگر اس مرتبہ وہ اپنے ساتھ قرآن مجید کا ایک نسخہ اور چالیس مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ لیتے گئے۔ جنہیں ہم وقاص بابا کے چالیس شاگرد کہتے ہیں۔ جب سُوئی خاندان کی جگہ ٹنگ خاندان برسرعروج آیا تو اس نے بھی مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کی اجازت دی۔ بلکہ سرکاری خرچ سے ایک مسجد بھی بنوادی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ وقاص بابا کا سرکاری حلقوں میں کافی رسوخ ہوگا۔ یہ مسجد کینٹن بلکہ چین میں پہلی مسجد تھی اسکی تعمیر کاکام سلطنت کے ایک وزیر کے سپرد کیا گیا۔ جسے مسلمانوں نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنے والے جنرل" کے نام سے موسوم کردیا۔ اور آج بھی اسکو اسی نام سے یاد کرتے ہیں۔ مسجد کو ہوئی شین مسجد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دلانے والی مسجد کہتے تھے۔ یہ مسجد شہر پناہ سے باہر تعمیر ہوئی تھی، اور اس کا مینار ۱۶۰ فٹ بلند تھا۔

وقاص بابا نے ۳۳ھ میں وفات پائی اور وہ بھی شہرپناہ کے باہر مدفون ہوئے۔ ان کی قبر کے پاس ایک مسجد تعمیر کی گئی۔ جس کا نام خوشبودار مقبرہ والی مسجد تھا۔ ان کا مقبرہ "موسیانگ فین" یعنی شور کرنے والا مقبرہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ وہاں زائرین کی کثرت کی وجہ سے ہر وقت شور وغل ہوتا رہتا ہے۔ جو کہ چین کے دور دراز مقام سے زیارت کرنے آتے رہتے ہیں۔ ان مساجد کے اردگرد عرب تجار کی ایک مختصر سی نوآبادی قائم ہوگئی۔ جو کہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ دوستانہ طریق پر رہتے تھے۔ کچھ عرصہ تک وہ بحیثیت ایک جداگانہ

جماعت کے رہے۔ کیونکہ اُس زمانہ کا ایک مورخ لکھتا ہے۔ کہ شہر کینٹن کے مسلمانوں کا اپنا الگ قاضی تھا۔ اور وہ شہنشاہ چین کی سلامتی کے لئے دُعائیں کرتے تھے مسلمانوں کی جماعت جو کینٹن میں آباد ہوئی تھی۔ وہ بہت جلد بڑھ گئی۔ کچھ تو نو واردوں کی وجہ سے اور کچھ چینی عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کی وجہ سے اور کچھ تبلیغی جد وجہد کی وجہ سے مسلمانوں نے وہاں شفاخانے اور مدارس قائم کئے۔ اور دوسری ضروری سرکاری عمارات بھی تعمیر کیں جن میں کاروانسرائے بھی شامل تھیں۔ کنوئیں کھدوائے نہریں جاری کیں۔ تاکہ لوگوں کو پینے کے اور آبپاشی کے لئے سہولت حاصل ہو جائے۔

عرب اور چین میں تجارتی تعلقات تو پہلے ہی سے قائم ہو چکے تھے۔ ملک شام اور ایشیائے کوچک کے تمام بندرگاہوں کو عرب ہی کی وساطت سے مال روانہ کیا جاتا تھا۔ عربوں نے چین خلیج فارس اور ایران کے مابین اس تجارت کو اور بھی وُسعت دے دی۔ تجارت پر قبضہ کر لینے کی وجہ سے ابتدائی مسلمانوں کو چین میں بڑی اہمیت حاصل ہو گئی۔ اور چینی تاریخوں میں مسلمانوں کا ذکر اسی ضمن میں پہلے پہل آتا ہے۔ کیونکہ چینی مورخین نے لکھا ہے کہ "کینٹن میں بہت سے اجنبی انام کمبوڈیا اور مدینہ سے وارد ہوئے" ان لوگوں کے حالات عادات اور مذہبی مراسم کی تفاصیل سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ لوگ عرب اور مسلمان تھے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ لوگ خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اور اپنی مساجد میں نہ مجسمے نصب کرتے ہیں۔ نہ بُت رکھتے ہیں۔ اور نہ تصاویر آویزاں کرتے ہیں۔ مدینہ کا ملک ہندوستان سے قریب ہے۔ اور یہیں ان لوگوں کا مذہب پیدا ہؤا جو کہ بدھ کے مذہب سے بالکل مختلف ہے۔ یہ لوگ نہ لحم خنزیر کھاتے ہیں نہ شراب پیتے ہیں۔ اور جس جانور کو یہ لوگ خود ذبح نہ کریں۔ اس کا گوشت بھی نہیں کھاتے۔ انہیں "ہوئی ہوئی"[ع۱] کہتے ہیں۔ انہوں نے ایک مسجد بنائی ہے جسے مسجد مبارک یادگاری کہتے ہیں۔ جو کہ خاندان ٹنگ کے آغاز میں بنی تھی۔ اس مسجد کے ایک طرف ایک بڑا مینار ہے جو کہ ۹۰ فٹ بلند ہے جسے کوانگ ٹا یعنی مینار غیر مزین کہتے ہیں۔ بادشاہ کی اجازت سے انہوں نے کینٹن میں بود و باش اختیار کی اور وہاں شاندار مکانات بنائے۔ جنکی طرز تعمیر ہماری طرز سے مختلف ہے۔ وہ لوگ بڑے دولتمند

ع۱ دیکھو صفحہ ۳۷۲ کا حاشیہ۔

تھے۔ اور اپنی قوم کے منتخب امیر کا حکم مانتے تھے۔

ابتدائی مسلمانوں نے اپنی تبلیغی مساعی کو صرف کینٹن تک محدود نہیں رکھا۔ تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ہانگ چو تک پہنچے۔ جو کہ چین کا باغ ہے اور صوبۂ چیکیانگ کا دارالخلافہ ہے۔ اور بعد ازاں مختلف بندرگاہوں میں قیام پذیر ہو گئے۔ علاوہ بریں وہ بعض اندرونی شہروں میں بھی جو کہ ینگ سی اور دریائے زرد کے کنارے آباد تھے۔ قیام پذیر ہو گئے۔ چنانچہ ہانگ چو میں انہوں نے ایک مسجد بھی بنائی۔ جو کہ ٹنگ خاندان کے پہلے شہنشاہ کے زمانہ میں بنی تھی۔ اور سنہ ۹ھ یعنی سنہ ۶۳۰ء عیسوی میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس مسجد کو بوجہ اس کی مخصوص طرز تعمیر کے، زنانہ و مردانہ مسجد عجیبہ کہتے ہیں۔

رفتہ رفتہ سیان جو کہ شینسی صوبہ کا دارالحکومت ہے۔ اور چینی لوگوں کا قدیمی وطن ہے اور اس لئے اُسے چینی قوم کا گہوارا کہتے ہیں۔ مسلمانوں کی تبلیغی جدوجہد کا مرکز بن گیا۔ یہ شہر آج بھی مسلمانوں کے لئے مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اور قدرتی طور پر تین اطراف سے محفوظ ہے اور شمال میں دیوارِ چین سے محدود ہے۔ یہاں مسلمانوں نے مساجد، مدارس دونوں تعمیر کرائے اور مسجدیں تو آج بھی موجود ہیں۔ جو اپنی عجیب تاریخ گذشتہ بیان کرتی ہیں۔ اور ابتدائی مسلمانوں کے جوشِ تبلیغ پر زبردست گواہی دیتی ہیں۔ قدیم ترین مسجد، جو اس صوبہ میں سب سے بڑی بھی ہے سنہ ۱۲۴ھ مطابق سنہ ۷۴۲ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ اور اُسے مسجد کلاں کہتے ہیں۔ اور اسے بھی سرکار ہی نے تعمیر کرایا تھا۔ جس زمانہ میں ٹنگ خاندان برسرِ اقتدار تھا۔ اور لوٹین چاؤ وزیرِ میونسپلٹی تھا۔ اور وہی اس عمارت کا بھی نگران تھا۔ عربی اور چینی عبارتیں ہنوز اس کی دیواروں پر نمایاں ہیں۔ اور آج سے چند سال پہلے تک یہ مسجد سرکاری نگرانی میں تھی حکومت خود اس کی پرداخت اور مرمت کراتی رہتی تھی۔

سلہ ہوئی ہوئی چینی زبان کا لفظ ہے۔ اسکے معنی ہیں واپسی اور اطاعت مسلمان اپنے آپ کو اسی نام سے پکارتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کی طرف رجوع کرنا۔ اور اس کی اطاعت کرنا ٭

آنحضرت صلعم کی بعثت کی پیشگوئیاں

از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب بی۔ اے

آجکل انقلاب کا زمانہ ہے۔ جب کہ لوگ روایات کی عزت کرنے کے بجائے اُن کی تحقیر کرتے ہیں۔ ہر شخص ماضی سے قطع تعلق کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اور لوگ اپنا مستقبل، ماضی سے بے تعلق ہو کر بنانا چاہتے ہیں۔ تاہم ابھی تک بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ بنی نوع آدم متمدن زندگی کی بالکل نئی عمارت جس کو ماضی سے کوئی تعلق نہ ہو۔ قائم نہیں کر سکتے۔ اور خواہ ہم اُسی روح ترقی کے متعلق کیسی ہی امیدیں کیوں نہ قائم کر لیں۔ انسانیت بالکل نئے مستقبل سے اپنی موجودہ زندگی کو وابستہ نہیں کر سکتی۔ اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ انسانیت تبدیلی کی خواہشمند ہے۔ مگر وہ تبدیلی ایسی ہونی چاہیئے جو موجودہ نظام حیات کے مخصوص اصولوں میں، کسی کسی جگہ مناسب پیوند کا کام دے سکے کوئی تبدیلی جو موجودہ نظام حیات میں مخل ہو یا مضرت رساں ہو، تو ممکن ہے کہ انتہا پسند لوگ فوراً کوئی پر جوش کام کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ لیکن وہ عام لوگوں کو ایک عملی پروگرام کی حیثیت سے اپیل نہیں کر سکتی۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو، اقتصادی اور سیاسی تحریکات (کسی حد تک انقلابی طریقوں سے کامیاب ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ان کے اعداد و شمار سب کی نگاہوں کے سامنے آ سکتے ہیں۔ اور ہماری جسمانی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور ان کے نتائج نزدیک رس ہوتے ہیں۔

لیکن مذہب جو کچھ بھی وہ ہے۔ بہر حال روایت پر مبنی ہے۔ یعنی اُس میں سابقہ مذاہب کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اور اسلام سے پہلے جملہ مذاہب کا سہارا، صرف روایت ہی پر تھا۔ اسلام نے دنیا میں سب سے پہلے، مذہبی حقائق کے اثبات میں عقلی دلائل کو داخل کیا۔ یہ دلائل ایک تو مظاہر فطرت سے لئے گئے اور ثانیاً تاریخ کے اسباق سے اگرچہ آخرالذکر قسم کی دلائل بھی ماضی سے وابستہ ہیں۔ لیکن یقینی طور پر وہ دلیل کے ذیل میں آجاتی ہیں

مانی کی طرف جو اشارہ مذہب عام طور سے کرتا ہے۔ وہ روایت اور پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے۔
اور اسلام نے بھی۔ اگرچہ وہ منکرین کو تشفی دینے کا اپنا خاص انداز رکھتا ہے اپنے دعویٰ
کی صداقت کے لئے اس مخصوص طرز استدلال کو اختیار کیا ہے۔ اور اسکی وجہ ظاہر
ہے۔ خواہ مذہب کتنا ہی عقلی کیوں نہ ہو۔ اس کے نقوش، چونکہ وہ ان معاملات سے بحث
کرتا ہے۔ جو عامۃ الناس کی طبائع سے بالاتر ہوتے ہیں، دنیاوی تحریکات کے مقابلہ میں
زیادہ دھندلے ہوتے ہیں۔ اس لئے روایت کی طرف اشارہ، جس کی مدد سے موجودہ
واقعات کی روشنی میں کسی سابقہ پیشگوئی کی تکمیل ظاہر ہو سکے۔ اس ایمان کے پیدا
کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جس پر کوئی نئی تحریک اپنا عملی پروگرام مبنی کرتی ہے۔ اس کی
بدولت کسی مذہبی لیڈر کو نہ صرف اپنے دعاوی کی تصدیق میں مدد ملتی ہے۔ بلکہ ان لوگوں
پر بھی ایمان بڑھ جاتا ہے۔ جنکی پیشگوئیاں وہ پوری کرنے آتا ہے۔ پس ضمناً اس سے خدا
کی ہستی پر بھی شہادت ملتی ہے۔ جو کہ مذہب کے لئے بمنزلہ بنیاد ہے۔ کیونکہ اس سے انسانی
تاریخ کے مسلسل ادوار میں ایک ہی ذی شعور ارادہ کارفرما نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ۔ اور یہ
بات براہِ راست تعلق رکھتی ہے۔ اسکی وجہ سے اجنبی راستوں پر چلنے کی تکلیف بھی کم
ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ راستہ تو ہادی یا بانی خود دوسروں کے لئے بنا دیتا ہے۔ یہاں بھی اس
کے غلط استعمال کا خطرہ تو ہے۔ لیکن وہ کونسا طریق ہے جس میں یہ خطرہ لاحق نہیں ہے۔
یہ باتیں، میں امید کرتا ہوں۔ اس ٹریکٹ کے شائع کرنے کے لئے کافی وجوہ بن سکتی ہیں کون
جانتا ہے کہ غیر از جماعت کتنے نیک دل ایسے ہونگے۔ جو اس میں اپنے خدا کیطرف نشانیاں پائینگے

آخر میں ایک بات لکھنی ضرور ہے۔ تاکہ میرے تضادیا کی بناء پر ناظرین کے دماغ میں
کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ ہم مسلمان مسیحی پادریوں کے اس طرزِ عمل کو بُرا سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے
دعاوی کی تائید میں قرآن مجید کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن میں نے اپنے دلائل کے معقول حصہ
کی بنیاد مسیحی نوشتوں پر رکھی ہے۔ اس بظاہر متضاد طرزِ عمل کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب کہ مسیحی
لوگ، قرآن مجید کے ماخذ کو غیر مقدس سمجھتے ہیں۔ اور اس کے لانے والے کو (نعوذ باللہ) غیر
مخلص، ہم مسلمان، بائبل کے ماخذ کو آسمانی اور اس کے لانے والوں کو راستباز انسان سمجھتے

ہیں۔بیشک ہم لوگ بائبل کو محرف یقین کرتے ہیں۔لیکن تو بھی اس میں کچھ اصلی صداقتیں ضرور موجود ہیں۔

آنحضرت صلعم کے دعویٰ کا ایک بینظیر پہلو

واذاخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین ۵

سورۂ آل عمران رکوع ۹ آیت ۸۰۔

"اور جب لیا اللہ نے عہد پیغمبروں کا البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر آئے تمہارے پاس ایک پیغمبر سچا کرنے والا اُس چیز کو جو ساتھ تمہارے ہے۔ البتہ ایمان لاؤ تم ساتھ اس کے اور البتہ مدد دینا اس کو کہا کیا اقرار کیا تم نے اور لیا اوپر اس کے بھاری عہد میرا؟ کہا اُنہوں نے اقرار کیا۔ہم نے پس کہا شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہدوں میں سے ہوں۔

کل اقوام کا موعود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق پیشگوئیاں سابقہ کتب مقدسہ میں موجود ہیں۔اور جملہ اقوام میں مشہور و معروف تھیں اور غالباً انہی پیشگوئیوں نے یہود اور نصاریٰ کو عرب میں سکونت اختیار کرنے پر راغب کیا ہوگا۔کیونکہ نبی موعود کی بعثت کی سرزمین کا تذکرہ صراحتاً ان کی کتب میں مرقوم تھا۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پیشگوئی تمام انبیائے ماسبق نے کی تھی۔اور ان کی معرفت ان کی اُمتوں سے یہ معاہدہ کیا گیا تھا۔جب وہ موعود ظاہر ہو تو سب اس کی اطاعت کریں۔اس موعود کا نشان امتیازی یہ ہوگا کہ وہ جملہ انبیائے ماسبق کی تصدیق کرے گا۔غالباً مشیئت ایزدی کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ ابتدا میں ہر قوم کے لئے ایک نبی مبعوث کیا جائے۔کیونکہ اس زمانہ میں جملہ اقوام ایک دوسرے سے جدا رہتی تھیں، اور مراسلت کے جدید ذرائع اس وقت ناپید تھے بعد ازیں مختلف مذاہب

عالم کو ایک عالمگیر مذہب کی شکل میں پیش کرنے کیلئے اور جملہ بنی آدم کو ایک عالمگیر اخوت میں منسلک کرنے کیلئے۔ خدا تعالےٰ نے ایک ایسا نبی مبعوث کیا۔ جس کا مشن عالمگیر تھا پس ایکطرف اس ہمہ گیر نبی کی بعثت کی خوشخبری، سابقہ انبیاء نے لوگوں کو دی۔ دوسری طرف اُس نبیؐ نے بحکم خدا، جملہ انبیائے ماسبق کی سچائی پر شہادت دی۔ خواہ وہ دُنیا کے کسی حصہ میں اور کسی قوم میں کیوں نہ مبعوث ہوئے ہوں۔ اب یہ ایک حقیقت ہے کہ آنحضرت صلعم کی ذات اقدس پر یہ تمام تقاضے بطریق احسن صادق آتی ہیں کیونکہ آپ نے اس امر کو اصول ایمان میں داخل فرما دیا کہ میرے ساتھ تمام انبیائے ماسبق پر ایمان لایا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید شروع ہی میں مومنوں کی شناخت میں یہ بات پیش کرتا ہے۔ "والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک" یعنی متقی لوگ وہ ہیں جو اُس پر ایمان لاتے ہیں۔ جو اے رسولؐ آپ پر، اور جو آپؐ سے پہلے انبیاء پر نازل کیا گیا۔ ایمان لاتے ہیں"۔ علاوہ بریں ہر ملک میں انبیاء کی بعثت کے متعلق ارشاد باری یہ ہے۔ "وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر" یعنی کوئی امت ایسی نہیں گذری۔ جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ (۳۵: ۲۴)۔

اس کے علاوہ دیگر مقامات میں قرآن مجید نے انبیاء کی بعثت کا تذکرہ کیا ہے۔ اور بعض انبیاء ایسے بھی ہیں جن کا نام لے کر ذکر نہیں کیا گیا۔ (۴: ۱۶۴) پس ان دونوں پہلوؤں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں کیونکہ آپؐ کی ذات میں جملہ انبیاء کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اور انبیاء میں سے صرف آپؐ ہی ایسے ہیں۔ جنہوں نے جملہ انبیاء پر ایمان لانا داخل ایمان قرار دیا ہے۔ پس حسب پیشگوئی انبیاء کے سلسلہ کے آپؐ خاتم ہیں۔

یہ اصول کہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ انبیائے ماسبق کی حقانیت کی تصدیق فرمائی، مذاہب عالم میں مطابقت کی ایک زبردست دلیل ہے۔ اور نسل انسانی کی وحدت کا بھی ثبوت ہے اور یہ امر کہ جملہ انبیائے ماسبق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تصدیق کی ہے، وحدت ادیان پر شاہد عادل ہے۔ اور اسلام کی صداقت کا زبردست نشان ہے۔ کسی ملک اور کسی قوم میں ایسا نبی نہیں گزرا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی بعثت کے متعلق پیشگوئی نہ کی ہو۔ یہ وہ نکتہ ہے۔ جس پر تمام معقول انسانوں کو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہئے۔ جملہ انبیاء نے جو کہ عرب سے اور دراز ممالک میں گزرے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہزارہا سال پہلے تھے۔ ایک ہی منبع سے علم حاصل کیا۔ اور سب نے متفقہ طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر پیشگوئیاں کیں۔ یہ پیشگوئیاں محض اخباری حیثیت نہیں رکھتیں۔ بلکہ ان کے ساتھ قادر مطلق خدا کے زبردست نشانات بھی تھے۔ جو کہ انسانی تخیل سے بالاتر تھے۔

پارسی نوشتوں میں آنحضرتؐ کی پیشگوئی

موجودہ مذاہب عالم میں، پارسی مذہب اور بقول آریہ سماج ہندو مذہب یہ دونوں قدیم ترین مذہب ہونے کے مدعی ہیں۔ عالم ہندو مثلاً لاجپت رائے اور تلک بھی ان مذاہب کی قدامت کے قائل ہیں۔ چنانچہ ہم پہلے پارسی مذہب کو لیتے ہیں۔ پارسیوں کی مذہبی کتابیں دو ہیں۔ (۱) دساتیر (۲) ژند اوستا جن کو ہم پارسی مذہب کا عہد جدید اور عہد قدیم کہہ سکتے ہیں۔ دساتیر ۱۴ میں جو کہ شاہ ساسان اول سے منسوب ہے۔ نہ صرف اسلامی تعلیمات کی تصدیق پائی جاتی ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پیشگوئی بھی صریح طور پر مرقوم ہے۔ اس پیشگوئی نے اس درجہ شہرت حاصل کر لی تھی۔ اور اسکو اس درجہ اہم سمجھا جاتا تھا۔ کہ ہزارہا سال تک پارسی لوگ نبی موعود کا انتظار کرتے رہے۔ مسیحی نے پارسیوں کے اس عالمگیر اعتقاد سے فائدہ اٹھا کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ جناب یسوع وہ موعود نبی تھے۔ لیکن مجوسیوں میں کوئی پیشگوئی ایسی نہیں۔ جو آنجنابؑ پر صادق آسکے۔ ہاں نامہ ۱۴ مذکورہ بالا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صریحی پیشگوئی ضرور موجود ہے۔ چنانچہ اول فارس میں نہایت ابتری اور خرابی کا ذکر کرنے کے بعد۔ یوں کہتا ہے:۔

"...ایرانی لوگ اخلاقی پستی میں چلے جائینگے۔ تو ملک عرب میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کے پیرو تخت حکومت مذہب ہر چیز کا خاتمہ کر دیں گے۔ اور ایران کے زعما، سرنگوں ہو جائینگے وہ مکان جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ یعنی خانہ کعبہ، اور جس میں بہت سے بت رکھے ہوئے ہیں۔ بتوں کی نجاست سے پاک کیا جائے گا۔ اور لوگ اسی طرف منہ کرکے نمازیں

پڑھینگے، اُس نبی کے پیرو فارس بلخ اور بخارا اور طوس کے شہروں کو فتح کرینگے۔ لوگ مسابقت کی کوشش کرینگے۔ اور ایران کے لوگ اس کے مذہب کو قبول کر لینگے"

یہ پیشگوئی ایک ایسی کتاب میں مرقوم ہے۔ جو ہمیشہ سے پارسیوں کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ الفاظ بالکل واضح اور صریح ہیں۔ نبی موعود عرب نژاد ہوگا۔ ایرانی اُس کے مذہب کو اختیار کرینگے آتشکدے سرد ہو جائیں گے۔ بت توڑ دئے جائینگے۔ اور اس کے پیرو کعبہ کیطرف رُخ کرکے نمازیں پڑھینگے۔ کیا یہ پیشگوئی سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی شخص پر صادق آسکتی ہے۔

متی کا بیان محض قیاسی ہے

انجیل نویسوں میں متی ایک خاص طبیعت اور ذوق کا مالک ہے۔ اگر اُسے کوئی ادنےٰ درجہ کی اطلاع بھی ملتی ہے۔ تو وہ اُسے فوراً جناب یسوع سے منسوب کردیتا ہے۔ اور وہ قدیم نوشتوں کی عبارتوں کا مطلب توڑ موڑ کر بیان کرنے میں ید طولیٰ رکھتا ہے انکو اپنے معنیٰ پہناتا ہے۔ اور یسوع کی زندگی کے مطابق کر دیتا ہے۔ اور بوقت ضرورت وہ عہد قدیم کی عبارت میں بھی تحریف کرنے سے نہیں چوکتا (ملاحظہ ہو ہارن صاحب کا دیباچہ) ایران میں ساسان کی یہ پیشگوئی ہر شخص کو معلوم تھی۔ اور لوگ ایک عربی نبی کی آمد کے منتظر تھے جب متی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے فوراً ایک افسانہ تصنیف کر لیا جسمیں بہت سی باتیں خارج از قیاس ہیں چونکہ کسی اور انجیل نویس نے اس قصّہ کو درج نہیں کیا۔ اس لئے یہ قصّہ یقینی طور پر غلط ہے۔ لوقا جس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ صرف مستند واقعات درج کتاب کرتا ہے اس کے بجائے گڈریوں کا فسانہ سناتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کا مطلق تذکرہ نہیں کرتا کہ جب مجوسیوں نے ستارہ دیکھا تو ایران سے آئے۔ اور جناب یسوع کو سجدہ کیا مدلق کہ کوئی مجوسی یا مجوسی بادشاہ عیسائی ہوگیا تھا۔ بالکل بے بنیاد ہے اسکی تفصیل میں جانا یہ مقصد نہیں۔ اسقدر کافی ہے کہ عربی النسل نبی کی بعثت کا خیال اسقدر عام تھا۔ خصوصاً ایرانیوں میں کہ مجوسی لوگ ہزاروں سال سے اُس کی بعثت کے منتظر تھے جیسا کہ پیشگوئی میں مندرج تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے۔ ایران اخلاقی طور پر

پستی کی گہرائی میں پڑا ہؤا تھا۔ آپ کے پیروؤں نے اسکو فتح کیا، اور وہاں کے عقلمند لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ آتشکدہ سرد ہوگیا۔ اور مساجد تعمیر کی گئیں۔ خانہ کعبہ بتوں کی نجاست سے پاک ہوگیا۔ اور پارسیوں کا قبلہ قرار پایا گیا۔ اور اس طرح ساسان کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوگئی۔

ہندو کتب میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں

(۱) ہنود کی کتب میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں بعض تو پرانوں میں ہیں۔ دو اپنشد میں اور بعض ویدوں میں ہیں۔ بھاوشیہ پران میں نہایت صریح طور پر پیشگوئی کی ہے۔ اس میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور بعض امتیازی صفات بھی مندرج ہیں۔ اور اس لئے آریہ سماج نے اس عبارت کی صحت کو مشتبہ قرار دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے لیکن سناتنی پنڈتوں اور تمام ہنود کے نزدیک یہ عبارت بالکل مستند ہے۔ بہرحال وہ پیشگوئی یہ ہے۔

"اس کے بعد ایک شخص جس کا لقب اُمّی اور نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا۔ مع اپنے ہمراہیوں کے ظاہر ہؤا۔ اور وہ عرب کا باشندہ تھا۔ اے عرب کے رہنے والے اور جہان کے آقا میں تجھے سلام کرتا ہوں۔ اے وہ شخص جس نے شیاطین کے تباہ کرنے کے بہت سے ذرائع معلوم کر لئے ہیں۔ تجھے میں سلام کرتا ہوں۔ اے اُمیوں میں پاکیزہ اے معصوم، اے صداقت کی روح اے آقائے مطلق تجھے سلام کرتا ہوں مجھے اپنے قدموں میں جگہ دے۔"

(بھاوشیہ پران پارا ۳، کانڈ ۳، ادھیائے ۳ شلوک ۵ و ۷ و ۸)

وہ روحانی کشف ہے جو بھاوشیہ پران کے مصنف کو حاصل ہؤا اور اُس نے کشف کے آنحضرت صلعم کی بعثت کا ذکر کیا ہے۔

(۲) ہندو لٹریچر میں اپنشد خصوصیت کے لحاظ سے پرانوں پر افضل ہے۔ کیونکہ عموماً نقادانِ فن اُسے ویدوں کا ضمیمہ تسلیم کرتے ہیں۔ ایک اپنشد کا نام الیوا اپنشد ہے بلحاظ انشاء اور سنہ تصنیف کے لحاظ سے وہ اتھروید کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ سنسکرت لغت

ہیں، وا چسپتی مصنف جو کہ بہت قدیم الاصل ہے۔ اللہ کے معنٰی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ سوکت، اتھروید کا سوکت یا گیت ہے۔ شبد کالپدرم میں بھی جو راجہ رادھا کانت کی تصنیف ہے، اللہ سوکت کو اتھروید کا سوکت قرار دیا گیا ہے اپنشد ویدوں سے علیحدہ بھی بمبئی میں طبع ہوا ہے۔ جس کے ساتھ ایک گجراتی پنڈت کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ دوسرا ایڈیشن کلکتہ میں اپندرناتھ مکھوپادھیائے نے شائع کیا ہے اس میں وہ پیشگوئی بایں الفاظ مندرج ہے۔

"اللہ صاحب صفات عالیہ ہے اکامل مکمل اور علیم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جو حکیم ہے اور نورٌ علیٰ نور ہے۔ اللہ غیر قابل فنا ہے۔ واحد ہے۔ کامل ہے۔ اور قائم بالذات ہے"۔

(۳) اپنشد کے بعد ویدوں کا نمبر ہے۔ اور اتھروید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان صریح الفاظ میں پیشگوئی موجود ہے:۔

"اے لوگو بہت غور سے سنو! ایک نبی بہت خوبیوں والا مبعوث ہوگا۔ ہم ۶۰۰۹۰ دشمنوں میں سے مہاجرین کو اپنی پناہ میں لینگے۔ جن کے ذرائع آمدورفت بیل اونٹ اور اونٹنیاں ہیں۔ جن کے مرتبہ کی بلندی آسمان کو چھوتی ہے۔ اُس نے "مامارشی" کو صدہا اشرفیاں دس حلقے، تین سو عربی گھوڑے۔ اور دس ہزار گائیں دیں"۔

(اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱ تا ۳)

جو تاکید اس عبارت میں پائی جاتی ہے۔ وہ چاروں ویدوں میں اور کسی جگہ نہیں ملتی بیشک اس پیشگوئی کی عبارت میں، اتھروید کے مختلف اڈیشنوں میں قدرے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوگا۔ کہ اصلاح کی کوشش کی گئی ہے وید کا جو اڈیشن اجمیر میں طبع ہوا ہے۔ وہ اتھروید کے سیان بھاشیہ متن سے کئی جگہ مختلف ہے۔ مثلاً اجمیری اڈیشن میں "اِشے" لکھا ہے۔ تو سیان بھاشیہ میں "رشی" لکھا ہے۔ ممکن ہے کہ در اصل مامارشی کی جگہ "محمد رشی" ہو۔ لیکن یہ یقینی ہے۔ کہ ویدک رشیوں میں کسی رشی کا نام مامارشی نہیں ہے۔ یہ بات کہ اسکی سواری میں اونٹ

تھے۔اس امر کا ثبوت ہے۔کہ وہ رشی ہندی نہیں تھا۔کیونکہ منوسمرتی شلوک ۲۰۱ میں لکھا ہے کہ رشیوں کو اونٹوں پر سوار ہونا جائز نہیں۔ ..... ۶۰۰۰ دشمنوں کے نرغہ میں سے نکلکر مدینہ کو ہجرت کرنا بھی صرف آنحضرتؐ ہی کی خصوصیت ہے۔آپؐ کی بلندی مرتبہ جو آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔وہ دراصل قرآن مجید کی اس آیت کا ترجمہ ہے۔ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی (۵۳: ۷)۔

دس ہزار گایوں سے دس ہزار صحابہ مراد ہیں۔جو فتح مکہ کے وقت آنحضرتؐ کے ہمرکاب تھے۔چنانچہ اس کی طرف بائبل کی کتاب استثناء ۳۳: ۲ میں بھی اشارہ موجود ہے۔اور دس حلقوں سے دس دستے مراد ہیں جو دس سرداروں کی ماتحتی میں تھے۔تین سو عرب سواروں کے حوالہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔کہ اس میں آنحضرتؐ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے ان دو ویدمنتروں میں آنحضرت صلعم کی زندگی کے دو اہم واقعات کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ایک تو یہ کہ آپ نے ..... دشمنوں کے نرغہ میں سے نکل کر جو آپکی جان کے درپے تھے بحکم خدا مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی یہ آنحضرتؐ کی انتہائی بیکسی کا زمانہ تھا دوسرا اشارہ آپکی زندگی کے اُس واقعہ سے متعلق ہے جبکہ آپ انتہائی شان و شوکت کیساتھ ..... مقدس صحابہ کیساتھ فاتحانہ رنگ میں، اونٹ پر سوار ہوکر مکہ میں داخل ہوئے۔

کتب یہود میں آنحضرتؐ کی پیشگوئیاں

قدامت کے لحاظ سے یہود کا مذہب دوسرے نمبر پر آتا ہے۔واقعات کے تسلسل کے لحاظ سے یہود کی مذہبی تاریخ بے نظیر ہے۔یہود قدیم الایام سے ایک متمدن قوم ہیں۔اور ابھی تک اپنی روایات اور تہذیب پر عامل ہیں۔تحریفات کے باوجود اُن کی کتاب مقدس سے ہم کو ان کی قومی زندگی کی پوری تاریخ معلوم ہوسکتی ہے۔ اور اس ضمن میں ہمیں کئی ایک پیشگوئیاں آنحضرتؐ کی بعثت کے متعلق بھی ملتی ہیں ✣ ✣ (باقی آئندہ)

آئندہ

ماہ کا رسالہ ڈبل نمبر ہوگا۔جو نومبر ۱۹۳۵ء کا مشترکہ نمبر ہوگا۔

(مینیجر)

تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ اگست ۱۹۳۵ء

تاریخ	نمبر رسید	اسمائے گرامی معطی صاحبان	روپیہ	آنہ	پائی
۱/۸/۳۵	۶۳۰	جناب حبیب الرحمٰن صاحب صدیقی رقوم واپسی بابتہ چندہ رسالہ اسلامک ریویو بابتہ	۳۰	۰	۰
"	۶۳۸	جناب شمسی خانم صاحبہ ٹکٹ	۰	۱	۳
		معرفت جناب سیکرٹری صاحب مشن جناب عبدالرحیم صاحب گنجوی ... ۲۵ اے۔آر۔ خلیل صاحب ... ۵ سید عبدالواحد صاحب ... ۲۵ سید ولی اللہ صاحب ... ۵ (اندراج سابقہ) ۶۰	۶۰	۰	۰
۲/۸/۳۵	۶۴۰	جناب سلطان احمد صاحب ... مشن	۲۵	۰	۰
۳/۸/۳۵	۶۴۷	" قاضی منہاج الدین صاحب "	۱۰	۰	۰
	۶۴۸	واپسی پیشگی از جناب سکرٹری صاحب بحوالہ بل نمبر ۵۲ ... اندراج سابقہ	۲۶	۵	۶
	۶۴۹	واپسی پیشگی از جناب سکرٹری صاحب بحوالہ بل نمبر ۵۳ ... (اندراج سابقہ)	۳۴۳	۲	۰
۵/۸/۳۵	۶۵۰	جناب حاجی شیخ عبدالعزیز صاحب مشن	۳۵	۰	۰
"	۶۵۵	بیگم صاحبہ کے۔ بی خان محمد شریف صاحب	۰	۸	۰
۷/۸/۳۵	۶۶۳	جناب ایم جی مہکاری۔ اسکوائرڈ معرفت جناب سیکرٹری صاحب۔ مشن اندراج سابقہ	۲۵	۰	۰
	۶۶۸	جناب ایم ایچ رحمٰن صادق صاحب معرفت ایس۔ ایم۔ امین۔ برادرس ..... اسلامک ریویو بابتہ رقوم واپسی	۶۵	۰	۰
۱۳/۸/۳۵	۶۹۶	جناب سید ولایت حسین صاحب .. مشن	۱۰	۰	۰
"	۶۹۷	" شیخ گھاسی محمد صاحب " "	۳	۰	۰
	۶۹۸	" عبدالکریم صاحب "	۲	۰	۰
	۷۲۴	" محمد ایوب صاحب "	۸	۰	۰
"	۷۲۶	" ڈاکٹر این اکبر خانصاحب "	۱۰	۰	۰
	۷۴۰	" کے ایچ مینار اسکوائرڈ "	۲	۰	۰
	۷۴۱	" مس شمسی خانم صاحب	۰	۲	۴

تاریخ	نمبر رسید	اسمائے گرامی معطی صاحبان	روپیہ	آنہ	پائی
۱۴/۸/۳۵	۷۴۶	جناب عبدالجبار صاحب۔ مشن	۴	۳	۰
	۷۴۷	" حضور نواب صاحب منگرول ٹکٹ	۰	۸	۰
۱۷/۸/۳۵	۷۵۹	اسعد النسا خاتون صاحبہ مفت تقسیم کتب	۵	۰	۰
۲۰/۸/۳۵	۷۹۴	جناب محمد اسلم خانصاحب ٹکٹ		۱	۳
۲۲/۸/۳۵	۸۱۴	جناب خان بہادر حاجی ولی احمد صاحب مشن	۲۵	۰	۰
	۸۳۳	" قاضی منہاج الدین صاحب "	۲	۰	۰
	۸۳۴	" آغا محمد ابراہیم صاحب "	۴	۰	۰
	۸۳۸	" مولوی محمد اظہر الحق صاحب	۴	۰	۰
۲۶/۸/۳۵	۸۵۰	معرفت جناب عبدالرحیم صاحب ۱ جناب شیخ سعدی صاحب ... ۱۰ ۲ " سید زین العابدین صاحب ... ۱۰	۲۰	۰	۰
	۸۵۷	جناب ایس۔ ایم۔ سعید الدین صاحب مفت تقسیم کتب	۲۵	۰	۰
	۸۵۸	مینجنگ ڈائرکٹر دی بک ٹاور ...	۵	۰	۰
۳۰/۸/۳۵	۸۸۰	جناب نواب الدین صاحب مشن	۷	۰	۰
"	۸۸۵	" اسحاق تار محمد صاحب "	۱	۰	۰
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو ...	۱۰۱۹	۹	۰
		" " اشاعت اسلام	۱۰۴	۶	۰
		" ووکنگ گزٹ	۴۰	۸	۰
	۸۸۶	واپسی پیشگی از جناب سکرٹری صاحب (اندراج سابقہ)	۲۷	۸	۰
	۸۸۷	" " " " "	۲۶	۶	۳
	۸۸۸	" " " " "	۲۷	۱۱	۳
	۸۸۹	" " " " "	۳۹	۵	۳
		میزان	۲۰۵۴	۱۲	۳

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۳۵ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے معطی صاحبان		پائی	آنہ	روپیہ
۵/۸/۳۵	۹۵۴	جناب کے بی محمد یوسف خان صاحب	ا کاپی	۰	۰	۵
۶/۸/۳۵	۹۱۱	〃 سید محمد وارث صاحب	〃		۰	۵
۱۴/۸/۳۵	۶۲۳	〃 محمد شریف خانصاحب	۳ کاپی	۰	۰	۱۵
۲۰/۸/۳۵	۶۹۹	〃 محمد عبدالحلیم صاحب	ا کاپی	۰	۰	۵
۲۴/۸/۳۵	۸۲۵	〃 اسمٰعیل محمد صاحب	〃	۰	۰	۵
				۰	۰	۳۵

تفصیل آمد سرمایۂ محفوظ بابت ماہ اگست ۱۹۳۵ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱/۸/۳۵	۱۵	جنابہ بیگم صاحبہ جناب خواجہ صلاح الدین محمود صاحب	۰	۰	۱
	۱۶	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب	۰	۸	۲
	〃	〃 خواجہ جلال الدین صاحب	۰	۰	۱
	〃	〃 کے ایس محمود صاحب	۰	۰	۱
	〃	〃 ایم عبدالحق صاحب	۰	۴	۰
	〃	〃 محمد وارث خاں صاحب	۰	۴	۰
	〃	〃 اے رشید احمد صاحب	۰	۴	۰
	〃	〃 ایم محمد سعید صاحب	۰	۴	۰
	〃	〃 محمد اشرف صاحب	۰	۴	۰
	〃	〃 ایم امانت محمد صاحب	۰	۴	۰
		〃 محمد سعید صاحب	۰	۰	۲۵
		میزان	۰	۰	۳۲

تفصیل خرچ ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ اگست ۱۹۳۵ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۸/۱ ۳۵	۵۴	بل تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت ماہ جولائی ۱۹۳۵ء	۰	۷	۹۵۰
۸/۱۴ ۳۵	۵۵	بل سائنڈ امپریسٹ بہ تفصیل ذیل۔ محصول ڈاک از نمبر ۱۰۲۳ تا ۱۲۸۷	۰	۰	۱۵۰
//	۵۶	میسرز پیکو آرٹ پریس بابت طباعت تصاویر اسلامک ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۳۵ء	۰	۶	۱۴
//	۵۷	کرایہ دفتر بابت ماہ جولائی ۱۹۳۵ء	۰	۰	۳۰
//	۵۸	پیشگی بجناب سیکرٹری صاحب مع منی آرڈر فیس مبلغ عہ ر	۰	۰	۱۰۱
//	۵۹	میسرز دی نیو یونین پریس بابت طباعت تصاویر اسلامک ریویو بحوالہ بل نمبر ۳۴۳۷ و ۳۴۳۷ و ۷۷۶	۰	۰	۳۰
//	۶۰	بل امپریسٹ بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۱۲۰۸ تا ۱۳۲۱ ... ۱۳۷ — — ۰ تواضعات ۰ — ۳ — ۰ موسمی اخراجات ۳ — ۴ — ۹ فرنیچر ۱ — ۳ — ۰ متفرق ۴ — ۷ — ۳	۰	۳	۱۴۵
//	۶۱	پیشگی بہ جناب سکرٹری صاحب مع منی آرڈر فیس مبلغ عہ	۰	۰	۲۰۲
//	۶۲	میسرز متھرا داس چھشن لال بابت خرید کاغذ برائے رسالہ اشاعت اسلام	۰	۸	۳۱
//	۶۳	میسرز رام لال کپور اینڈ سنز بابت خرید کاغذ برائے رسالہ اشاعت اسلام	۰	۸	۲۱
//	۶۴	کرایہ ریل برائے کتب جو بمبئی ارسال کی گئی	۰	۱۲	۲۲

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۸/۳۱ ۳۵	۶۵	رقوم واپسی بحوالہ آرڈر نمبر ۸۴۳، ۸۴۱ - ۸۹۴ - ۸۵۹	۰	۰	۱۱۸
//	۶۶	میسرز ملک پرنٹنگ پریس بابت طباعت تصاویر اسلامک ریویو	۰	۸	۳۲
//	۶۷	کتابت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ جولائی و اگست ۱۹۳۵ء	۶	۱۴	۳۵
	۶۸	میسرز رین پرنٹنگ پریس طباعت ووکنگ گزٹ نمبر ۹۰۸ و ۹ وغیرہ	۰	۸	۵۵
	۶۹	میسرز غلام محمد معراج الدین صاحب جلد سازی البم۔ لیجرس وغیرہ ...	۰	۸	۳۷
	۷۰	واپسی پیشگی از جناب سیکرٹری صاحب بحوالہ بل نمبر ۴۰، ۴۳ (اندراج سابقہ)	۰	۸	۲۷
	۷۱	واپسی پیشگی از جناب سیکرٹری صاحب حوالہ بل نمبر ۵۸، ۴۳ (اندراج سابقہ)	۴	۱۱	۲۶
	۷۲	پیشگی بجناب سیکرٹری صاحب ... (اندراج سابقہ)	۰	۱۴	۷۵
	۷۳	واپسی پیشگی از جناب سیکرٹری صاحب بحوالہ بل نمبر ۴۴ ... (اندراج سابقہ)	۰	۰	۲۷
	۷۴	پیشگی بجناب سیکرٹری صاحب (اندراج سابقہ)	۰	۰	۶۰
	۷۵	واپسی پیشگی از جناب سکرٹری صاحب (اندراج سابقہ)	۳	۵	۳۹
	۷۶	قلی الحساب تنخواہ جناب مولوی عبدالمجید صاحب بعوض پونڈ			
۸/۳۱ ۳۵	۷۷	پیشگی رقم جو ووکنگ بھیجی گئی تنسو پونڈ			

اسلام کیا ہے؟

ذیل میں اسلام کی تعلیمات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ہم **ووکنگ مسلم مشن انگلستان** کے تبلیغی مرکز سے تحریر و تقریر کے ذریعہ انگلستان مغربی ممالک اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔ ووکنگ مشن کی تبلیغ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے اور یہ وہ مشترکہ اسلامی تعلیم ہے جس پر جمہور اہلِ اسلام کا اتفاق و ایمان ہے۔

اسلام سلامتی اور امن کا علمبردار ہے

اسلام کے لفظی معنے ہیں (۱) سلامتی اور امن (۲) وہ طریق جس کی بدولت سلامتی اور امن ہو سکتی ہے (۳) اطاعت کیونکہ دوسرے کی اطاعت۔ امن قائم کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اصطلاحی یا مذہبی اعتبار سے اسلام کے معنے "اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت ہیں"۔

مذہب کا مقصد

اسلام اپنے پیروؤں کو ایسا کامل دستور العمل عنایت کرتا ہے جس کی بدولت انسان کی مخفی خوبیاں اور نیکیاں بروئے کار آ سکتی ہیں۔ اور اس بناء پر انسانوں میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

پیغمبر اسلام

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جنہیں عام طور سے پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے ربانی مذہب کے آخری پیغمبر ہیں مسلمان یعنی اسلام کے پیرو ان تمام انبیاء مثلاً حضرت ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جنہوں نے بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے اللہ کی مرضی بندوں پر ظاہر کی۔ راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن مجید

مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے مسلمان ہر ایک مقدس کتاب کو الہامی الاصل یقین کرتے ہیں۔ اور چونکہ سابقہ کتب انسانی دستبرد کی وجہ سے محرف و مبدل ہو گئیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں جملہ کتب سابقہ کی صداقتیں موجود ہیں۔

عقائد اسلام

ایمان کے سات ارکان ہیں (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) الہامی کتب پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اندازۂ خیر و شر پر ایمان (۷) حیات بعد الموت پر ایمان۔ اسلامی تعلیمات کی رُو سے حیات بعد الموت کوئی نئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اسی زندگی کا سلسلہ ہے جس میں اس کی مخفی قوتیں ظاہر ہونگی۔ یہ غیر محدود ترقی کی زندگی ہو گی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں آیندہ ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیں گے۔ وہ جنت میں داخل ہونگے۔ جو آیندہ ترقی کی حالت کا دوسرا نام ہے۔ اور جو لوگ اس دنیا میں بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے قواء کو ناکارہ کر لیں گے۔ وہ دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ جنت کی برکات سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے اور تمام نقائص سے پاک کرنے نیز حقیقی زندگی میں حصہ لینے کی صلاحیت کی غرض سے اُن کو عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ موت کے بعد کی حالت اس دنیا میں روحانی حالت کا عکس ہو گی۔

ایمان کے چھٹے رکن کو بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر "قسمت" یا تقدیر کے مشہور معنوں میں سمجھ رکھا ہے۔ اس معنے میں مسلمان نہ قسمت کے قائل ہیں نہ تقدیر کے بلکہ ہر شئے کے اندازہ ماقبل پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر شئے جو خدا نے پیدا کی ہے وہ مقررہ حالات اور مقررہ طریق استعمال میں اچھی ہے۔ اُس کا غلط استعمال اُسے بُرا بنا دیتا ہے۔

ارکان اسلام

اسلام کے ارکان پانچ ہیں (۱) خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج بیت اللہ۔

صفات باری تعالیٰ

مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو قادر مطلق۔ عالم الغیب۔ عادل۔ رب العالمین۔ رفیق۔ ہادی اور وکیل ہے۔ کوئی ہستی اُس کی مانند نہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس نے کوئی بیٹا یا بیٹی جنے۔ اُس کی ذات قابل تقسیم نہیں۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے رحمٰن اور رحیم ہے۔ اعلیٰ اور اکبر ہے۔ جمیل اور قدیم ہے۔ غیر محدود ہے۔ اول اور آخر ہے۔

ایمان اور عمل ایمان بغیر عمل کے مُردہ ہے۔ ایمان بطور خود کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ ہو۔ مسلمان یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دُنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کے جوابدہ ہونگے۔ ہر شخص اپنے افعال کا خود ہی ذمہ وار ہے۔ دوسرا آدمی کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔

اسلامی اخلاق آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو صفات الٰہیہ سے متصف کرو۔ خدا انسان کیلئے بطور نمونہ ہے۔ اور اُس کی صفات اسلامی ضابطۂ اخلاق کی بنیاد ہیں۔ اسلام کی رُو سے نیکی یہ ہے کہ انسان کی زندگی خدا کی صفات کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کے خلاف عمل کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے۔

انسانی استعداد از روئے اسلام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرتی طور پر گناہوں سے پاک ہے۔ اور اُس کی تخلیق بہترین طور پر ہوئی ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حتّٰی کہ وہ فرشتوں سے بالاتر اور الوہیت کے نزدیک پہنچ سکتا ہے۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہوئی ہے۔ دونوں میں ایک ہی رُوح ہے اور انہیں دماغی رُوحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے یکساں قوتیں عنایت کی گئی ہیں۔ اسلام مرد او عورت دونوں پر یکساں فرائض عاید کرتا ہے۔

مساواتِ انسانی اور اخوتِ اسلامی اسلام خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔ نسل دولت اور خاندانی اعزاز سب ضمنی چیزیں ہیں۔ نیکی اور خدمتِ انسان ہی اصلی خوبی کی باتیں ہیں۔ اسلام میں رنگ و نسل و عقیدہ کے امتیازات مطلق پائے نہیں جاتے۔ تمام بنی نوع آدم ایک خاندان ہے۔ اور اسلام نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کر دیا ہے۔

ذاتی غور و فکر اسلام ذاتی غور و فکر کا حامی ہے۔ اور اسلام میں اختلاف رائے کی عزت کی جاتی ہے جو بقول آنحضرت صلعم اُمّت کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

طلبِ علم طلب علم اسلام میں ایک فرض ہے۔ اور اسی حصولِ علم کی بدولت انسان ملائکہ سے افضل ہو جاتا ہے۔

تقدیسِ کسب اسلام ہر اُس مزدوری کی عزت کرتا ہے جس کی بناء پر انسان اپنی روزی کما سکے۔ کاہلی گناہ ہے۔

بذلِ اموال انسان کو جس قدر قواء عنایت کئے گئے ہیں۔ وہ سب خدا کی امانت ہیں۔ تاکہ انسان ان کو دوسروں کی فائدہ رسانی میں استعمال کرے۔ اس کا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ اور اُسکی سخاوت سب لوگوں پر بلا امتیاز شخصیت عام ہونی چاہئے۔ سخاوت انسان کو خدا کا مُقرب بنا دیتی ہے۔ اسی لئے سخاوت اور زکوٰۃ دونوں اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اور اسی لئے ہر شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس کے مقررہ نصاب سے زیادہ دولت جمع ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور یہ وہ ٹیکس ہے جو مالداروں پر محض غربا کے فائدہ کے لئے لگایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ

اسلام کے متعلق مزید معلومات اور ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے تبلیغی کارہائے نمایاں کی مفصل رپورٹ حاصل کرنے کیلئے

سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب۔ ہندستان)

کو تحریر فرمائیں